ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ ذیقعد ۱۳۸۶ھ
۲۴ فروری ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
ہدیہ ۲۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ" (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں، کہ زبان پر بہت ہلکے ہیں اور ترازو (میزان) میں بہت وزنی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارے ہیں (اور وہ کلمات) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" ہیں (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سبحان اللہ، اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا میرے نزدیک دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ وَقَالَ مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر یہ کلمات سو مرتبہ ایک دن میں پڑھے اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور وہ اس روز شام ہونے تک شیطان (کے اثر) سے محفوظ رہے گا اور (قیامت کے روز) کوئی کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئیگا مگر وہ شخص کہ جس نے اس سے زیادہ اعمال صالحہ کئے (یا ان کلمات کو اس سے زیادہ پڑھا)، اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا اس کے تمام گناہ دور کردیئے جاتے ہیں اور اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کثرت سے ہوں (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ طہارت نصف ایمان ہے، اور لفظ "الحمد للہ" کہنا میزان کو پُر کر دیتا ہے، اور سبحان اللہ اور الحمد للہ بھر دیتے ہیں یا ان میں سے ہر ایک بھر دیتا ہے آسمانوں اور زمین کے درمیان کو (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَلِّمْنِيْ كَلَامًا اَقُوْلُهٗ۔ قَالَ: قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ، قَالَ: فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّيْ فَمَا لِيْ؟ قَالَ: قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ مجھ کو ایسا کلمہ سکھلا دیجئے کہ جس کو میں پڑھ لیا کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً۔ وسبحان اللہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا کر اس شخص نے عرض کیا کہ یہ تمام کلمات تو میرے رب کے لئے ہوگئے۔ اب میرے لئے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو اپنے لئے یہ دعا مانگا کر اللھم اغفرلی وارحمنی واہدنی وارزقنی (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ، حِيْنَ يُسَلِّمُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے ترجمہ: خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی اور تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے گناہوں سے رکنے کی اور عبادت پر قوۃ کی سوا خدا کی دی ہوئی طاقت کے اور کوئی قوت نہیں ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں اسی کے لئے تمام نعمتیں اور بزرگی ہے اسی کی نیک تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم دین کو اسی کے لئے خالص کرتے ہیں اگرچہ کافر برا سمجھیں حضرت ابن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ ہر نماز کے بعد لا الٰہ الا اللہ بھی پڑھا کرتے تھے (مسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۲ | ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴ فروری ۱۹۶۷ء | شمارہ ۴۱

قابلِ تبریک اقدام

ماہنامہ "بیّنات" کراچی فاضل جلیل حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہٗ کی سرپرستی میں شائع ہونے والا ایک بیش قیمت مجلّہ ہے اور اس دَور پر فتن میں علمی محاذ پر دینِ مبین کی خدماتِ جلیلہ سرانجام دے رہا ہے۔ اس رسالہ کے ماہ مارچ کے شمارہ میں "ادارہ بیّنات" نے اس امر کی خوشخبری دی ہے کہ "کراچی کے مقتدر علماء کرام نے اپنی بے پناہ مصروفیتوں میں سے کچھ وقت نکال کر "جدید مسائل" پر غور و فکر کرنے کے لئے ایک "اجتماعی مجلس" کا اہتمام کیا اور جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، جناب مولانا محمد یوسف صاحب بنوری، مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی اور مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی نے چند ماہ کی فرصت میں پوری توجہ اور انہماک سے بحث و تمحیص کے بعد بیشتر مسائلِ جدیدہ کے شرعی حل پر غور کر لیا ہے (شکر اللہ مساعیہم) اور اب انشاء اللہ ذرا ٹھوس اور وسیع بنیادوں پر "تدوینِ قانونِ اسلامی" کا کام زیرِ غور ہے۔

اس سلسلہ میں "ادارہ" نے تمام علماء امت، متدین ماہرینِ قانون اور دردمند اہلِ خیر و صلاحیت حضرات سے ہمہ جہتی تعاون فرمانے اور مفید مشورے دینے کی اپیل کی ہے۔

"ادارہ خدام الدین" کراچی کے علماء کرام کی ان مساعیٔ جمیلہ کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، ان کے اس مبارک اقدام پر انہیں ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کرتا ہے اور اپنی طرف سے بھرپور تعاون کی پیشکش کرتا ہے۔

ہماری رائے میں علماء کراچی نے یہ قدم اٹھا کر فی الواقعہ وقت کے ایک بہت بڑے چیلنج کو قبول کیا ہے اور موجودہ دَور کے حالات یقیناً اس امر کے متقاضی ہیں کہ علماء کرام اور دین دار حضرات بحیثیت مجموعی اس فریضے اور کارِ خیر کو انجام دیں۔ اس میں شک نہیں کہ اہلِ حق علماء امت کو اس وقت بے حد مشکلات اور نامساعد حالات کا سامنا ہے اور یہ بھی بجا ہے کہ باصلاحیت افراد کو اس کام کے لئے فارغ کر دینے میں سرمایہ کی کمی اور دوسری بے شمار رکاوٹیں سدِّ راہ ہیں لیکن اس کا کیا کیجئے کہ زمانے کے تقاضے کسی کی مشکلات پر نظر رکھنے کے عادی نہیں اور مقتضیاتِ وقت کی عدالت میں ان معذوریوں اور مجبوریوں کی ہرگز کوئی شنوائی نہیں۔

تاریخِ مذہب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ علماء حق کو ہر دَور میں ہی دشوار گزار مراحل اور حوادث کے تند و تیز طوفانوں سے گزرنا پڑا ہے اور کسی بھی وقت میں حالات نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ ہر حال میں غالب رہے ہیں — یہ تو دیکھا گیا ہے کہ انہوں نے حالات کا رُخ اور طوفانوں کا دھارا بدل دیا مگر چشمِ فلک نے یہ کبھی نہیں دیکھا کہ علماء حق نے مشکلات و حالات سے مغلوب ہو کر اپنے آپ کو راہِ حق سے ہٹا دیا ہو — اللہ کے فرستادہ ہادی اور رسول نامساعد حالات میں ہی دنیا کو راہِ ہدایت دکھانے کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں اور زمانے کے حالات کو بدل کر دنیا سے جاتے رہے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہُوا کہ وہ زمانے کے ساتھ بدل گئے ہوں۔ بلکہ ہمیشہ زمانے ہی کو ان کے مطابق بدلنا پڑا ہے۔ پس ان کے جانشین صحیح معنوں میں وہی ہو سکتے ہیں جو وقت کے تقاضوں کو سمجھیں، حالات کی رفتار کا پوری قوت و شدت سے ڈٹ کر مقابلہ کریں اور دینِ حق کو باطل کی ہر قوت پر غالب کر دیں۔ مگر یہ سب کچھ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ حق پرست افراد، عزم، اخلاص اور استقلال کے ہتھیاروں سے مسلّح ہو کر میدانِ عمل میں آئیں، اللہ کے بھروسے پر یہ فیصلہ کر لیں کہ انہیں اپنی تمام کوششیں، طاقتیں اور صلاحیتیں دینِ خداوندی کو سربلند و سرافراز کرنے کے لئے وقف رکھنا ہیں اور یہ عہد کر لیں۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے ۲۰ برس ہو گئے لیکن ابھی تک اسے اسلامی دستور میسّر نہیں آ سکا۔ اس کے لئے اگر ایک طرف اربابِ اقتدار موردِ الزام ہیں تو دوسری طرف علماء کرام پر بھی کسی حد تک اس کی ذمہ داری ضرور عائد ہوتی ہے۔ دَورِ حاضر کی تمام مشکلات کا حکیمانہ جائزہ لے کر اسلامی قانون کی تدوین جسے عدلیہ میں نافذ کیا جاتے علماء امت کا منصبی فریضہ تھا۔ علماء کے لئے لازم تھا کہ وہ انتہائی خلوص اور بے حد حکمت و فراست کے ساتھ اسلامی اور دینی نقوش پیش کرتے جن پر ایک اسلامی ریاست کی بنیادیں اٹھائی جا سکتی ہیں لیکن بدقسمتی سے ایسا کوئی اجتماعی اور عملی اقدام نہیں ہوا۔ ہاں سارے ملک میں ایک آواز قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی اتمامِ حجت کے طور پر اکثر و بیشتر ضرور گونجتی رہی ہے جس میں وہ اربابِ اقتدار سے یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ اگر انہیں چند دنوں کے لئے عارضی اختیارات دے دئے جائیں تو وہ نظامِ اسلامی نافذ

مجلس ذکر — ۲۸ر شوال المکرم ۱۳۸۶ھ بمطابق ۸ر فروری ۱۹۶۷ء

نیک لوگوں کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ: خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

اللہ تعالیٰ کا احسان و شکر ہے۔ کہ ہمیں مل بیٹھ کر اپنی یاد کی توفیق فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو تاحیات قائم رکھے اور مزید ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

قرآن پاک ذکر اللہ کی ترغیب سے بھرا پڑا ہے اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کثرت سے ذکر اللہ کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ ان کو اللہ کے ذکر سے منور کرو۔ حضرتؒ اس حدیث کے ضمن میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بچوں کو گھروں میں بٹھا کر ذکر اللہ کرایا کرو۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی۔ قلوب میں محبت اور الفت پیدا ہو گی، گھروں میں لڑائی جھگڑے نہیں ہوں گے۔

قرآن مجید میں ذکر اللہ کی اہمیت کے متعلق ارشاد ہے۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (سورہ عنکبوت) اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

اکبر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں سب سے بڑا یعنی اَكْبَرُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر چیز سے زیادہ بڑا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم کی تلاوت اور ذکر حق جل مجدہ سے زیادہ اور کوئی چیز اچھی نہیں۔

اکثر بزرگوں نے لکھا ہے کہ ذکر حق بری باتوں کے روکنے سے سب سے بہتر ہے۔ یعنی اخلاق رذیلہ سے نجات بھی صرف ذکر اللہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ بہرحال جو شخص یا گروہ ذکر باری تعالیٰ میں مشغول ہے اس کا رب العزت کے نور سے ضرور قلب منور ہو گا۔ اسے طمانیت قلبی نصیب ہو گی اور روح کی غذا اور لذت بھی صرف ذکر اللہ ہی ہے۔

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جبکہ وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر سے حرکت کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت صرف اللہ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں پھرتی رہتی ہے ــ جہاں ذکر اللہ ہو رہا ہو وہ وہاں اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی بلا لیتے ہیں اور ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی سے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا باری تعالیٰ فلاں آدمی تو ذکر نہیں کر رہا تھا وہ تو کسی ذاکر کو ملنے کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاؤ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم نہیں جاتے۔

حضرتؒ اکثر اس کی مثال فرمایا کرتے تھے کہ گرمیوں کے موسم میں اگر کوئی شخص اپنے بزرگ کو پنکھے سے ہوا دے رہا ہو اور ان بزرگ کے پاس اگر اس کا دشمن آ کر بیٹھ جائے اور وہ بھی ہوا لینے لگ پڑے تو وہ شخص دشمن سے نفرت کی وجہ سے پنکھا کرنا بند نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ کہے گا۔ کہ چلو آج میرے بزرگ کی وجہ سے یہ بھی میرے پنکھا کرنے کا فائدہ لے لے۔

دوسری مثال جماعت کی اہمیت اور فائدے کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ منڈی میں عمدہ قسم اور پکے آموں کے ساتھ کچے اور گلے سڑے آم بھی ایک ہی بھاؤ نیلام میں بک جاتے ہیں۔ اسی طرح نیک لوگوں کے ساتھ برے اور گنہ گار لوگ بھی بخشے جائیں گے۔ جماعت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اسلام اجتماعیت کی تعلیم دیتا ہے۔ ساری عبادات مسلمانوں کو مجتمع اور متحد ہونے کا سبق دیتی ہیں۔ جتنی زیادہ جماعت ہو گی اتنی ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گی انفرادی عبادت غیر مقبول بھی ہو سکتی ہے لیکن جماعت میں مردود ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ سخی ہیں وہ ایک کا ذکر، نماز اور دوسری نیکیاں قبول کریں گے تو باقی ساری جماعت کی عبادات بھی مقبول ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ آپ نیکوں کی جماعت میں شامل ہو کر ہر جمعرات کو ذکر اللہ کرتے ہیں۔ آپ بارگاہ الٰہی سے ہر جمعرات کو بخشش کی خوشخبری لے کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ سن کر جاؤ دوسروں کو جا کر بتایا کرو کہ آج احمد علی نے یہ کہا ہے۔

دوست، احباب اور رشتے داروں میں نیکی کی اشاعت کیا کرو۔ دوسروں کو بھی اس نیک جماعت میں شرکت کی دعوت دو۔ ہفتے کے باقی دن بھی ذکر اللہ میں گزارو۔ اپنے سابقہ گناہوں اور کمزوریوں کو دوبارہ نہ دہراؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے اپنا ذکر کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین!

خطبہ جمعہ : ۶ر ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۷ر فروری ۱۹۶۷ء

مسلمان کا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہیئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ (پ۴ س آل عمران آیت ۱۰۲)

ترجمہ : اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے۔ اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خدا کا ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری و تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستے سے ڈگمگا دیں۔ تم کو چاہیئے کہ انہیں مایوس کر دو۔ اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہیئے۔

بزرگانِ محترم! یہ بات کبھی بھی ذہن سے نہ نکلنی چاہیئے کہ "تقوےٰ" اسلام اور ایمان کی روح ہے — چونکہ خدا ترسی اور نگہداشت و احتیاط کے ساتھ زندگی بسر کئے بغیر اسلامی خصوصیات اور پاکیزہ زندگی کا پیدا ہونا محال ہے اس لئے یہاں اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے فرمایا کہ اللہ سے اس قدر ڈرو جس قدر ڈرنے کا حق ہے — خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ایمان، ڈر اور امید کے درمیان ہے"۔

یاد رکھیئے! "تقویٰ" کے مختلف مدارج ہیں کم سے کم یہ ہے کہ شرک سے بچا جائے اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ ہر قسم کے گناہ سے بچا جائے اور ہر نیکی کو بجا لایا جائے۔ یہاں "حق تقتہٖ" سے تقوےٰ کے وہی اعلیٰ درجہ مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جو اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلال کا حق ہے کیونکہ اس کی عظمت کا حق کون ادا کر سکتا ہے — مقصد یہ ہے کہ جو حق ادا کرنے کا تم پر عائد ہوتا ہے اس کو پورا کر دو اور جس طرح کفر و شرک سے بچنا ضروری ہے اسی طرح تمام گناہوں سے بچو۔

ہر شخص جانتا ہے کہ زمین و آسمان، شمس و قمر، دریا اور پہاڑ، جنگل اور سبزہ زار، حیوانات، نباتات، جمادات غرضیکہ کل کائنات اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی مخلوق ہے اور اُس کے قبضہ میں ہے۔ دنیا کا کوئی ذرہ اُس کے حکم کے بغیر اِدھر سے اُدھر نہیں ہو سکتا۔ انسان کی زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا اسی کے اختیار میں ہے بلکہ انسان کی زندگی کی معمولی سے معمولی حرکت بھی اللہ تعالےٰ کے اقتدار و اختیار میں ہے —— پس اُس سے بڑھ کر انسانی زندگی پر کس کا حق ہو سکتا ہے؟ جب انسان اپنی زندگی اور اس کی بقار کے لئے قدم قدم پر اللہ تعالےٰ کا محتاج ہے تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرے جتنا فی الحقیقت ڈرنے کا حق ہے۔

اسلام ہی پر دم نکلے آیت کے دوسرے ٹکڑے میں حق تعالیٰ سبحانہٗ نے فرمایا ہے "وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ" اور تم نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

"مسلمون" سے مراد یہاں "مخلصون" اور کمالِ ایمان ہے۔ چونکہ "تقویٰ" میں "حق تقتہٖ" کی قید لگائی گئی ہے۔ اس لئے اب مطلب یہ ہوا کہ مرو تو ایسی حالت میں مرنا کہ کامل اور مخلص مسلمان ہو — کیونکہ کمالِ تقویٰ، کمالِ اخلاص کی دلیل ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ اے مسلمانو! تقویٰ کا بلند مرتبہ اختیار کرو۔ اور اس پر آخر دم تک قائم رہو۔ تم سے کوئی حرکت مرتے دم تک اسلام کے خلاف نہ ہونے پائے اور تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہیئے۔ حق تو یہ ہے کہ تمہیں اس وقت تک موت ہی نہیں آنی چاہیئے کہ جب تک تم پکے، خالص اور مخلص مسلمان نہیں ہو — دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں ہر منٹ اور سیکنڈ اسلامی شان سے ہی زندہ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ کس وقت موت آجائے۔

خدا کی امانت برادرانِ عزیز —! اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ہمیں ایک امانت عطا فرما رکھی ہے جس کا نام اسلام ہے۔ جس کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے اور اس پر عمل کر کے دکھانے کے لئے جو عامل آیا اُس کا پیارا نام نامی اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے — اسی لئے حق تعالےٰ سبحانہٗ نے اپنے بندوں کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہونے اور فلاحِ دارین حاصل کرنے کے لئے اس کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم دیا ہے :-

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ط

ترجمہ : تمہارے لئے (اے مسلمانو!) رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ملنے اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے۔

خوفِ خدا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم

پر بھی وہی چلے گا جس کے دل میں خوفِ خدا اور عشقِ رسولؐ کا جذبہ موجزن ہوگا۔ چنانچہ اگر یہ کہا جائے کہ خوفِ خدا ہی ایک ایسی لاٹھی ہے جو انسانوں کے ریوڑ کو منتشر اور راہِ ہدایت سے اِدھر اُدھر ہونے سے روک سکتی ہے تو غلط نہ ہوگا بلکہ سو فیصدی صحیح ہوگا ——— علاوہ ازیں خوفِ خدا کے بعد پیغمبر کا عشق ہی وہ دوسرا ذریعہ ہے جو مسلمانوں کو متحد و متفق اور راہِ راست پر قائم رکھ سکتا ہے۔ پس ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خدا کا ہونا چاہیئے تاکہ پرہیزگاری اور تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور حق تعالیٰ سبحانہٗ سے ہمیشہ استقامت کا طالب رہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو خوفِ خدا اور عشقِ رسولؐ کا حصہ وافر عطا فرمائے اور تادمِ آخر خالص اسلام پر قائم و دائم رکھے۔ آمین!

قرآن عزیز میں ارشادِ ربانی ہے:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(پ ۸ ۔ س الانعام ۔ آیت ۱۶۲ ۔ ۱۶۳)

ترجمہ: کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

اس آیت میں اسلام کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ سبحانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بت پرست، خواہش کے بندے اور کافر و مشرک اپنا اپنا طریقہ تیرے سامنے پیش کرتے ہیں ان سے فرما دیجئے کہ مجھے جو اللہ کی طرف سے حکم ملا ہے وہ تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ۔ مجھے اللہ نے دنیا میں اسی طریقے کو چلانے کے لئے بھیجا ہے اور میں تم سے پہلے اس پر پورے یقین کے ساتھ عمل کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ اس سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہٹوں گا۔ تمہیں یہی بتانے اور اسی پر عمل کرنے کا طریقہ سکھانے کے لئے آیا ہوں ۔ مجھے حکم ملا ہے کہ کہہ دوں میری عبادت، قربانی، نذر و نیاز، میرا جینا اور زندگی کا ہر لمحہ اور ہر حرکت اور میرا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ جو تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے ۔ اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے، نہ کوئی اس کا قوت اور حکومت میں ساجھی ہے اور نہ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ اور زندگی کے سارے کام اللہ ہی کے احکام کے مطابق انجام دے ۔ اس کا جینا اور زندگی میں سب کچھ اللہ کے لئے ہو، اس کے حکموں کے مطابق ہو اور اس کی موت بھی اللہ ہی کے لئے ہو ۔ یعنی جینا بھی اسلام پر ہو اور مرنا بھی اسلام پر۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کا مرنا اور جینا خالص اسلام پر کرے ۔ آمین یا الٰہ العالمین!!

بقیۃ: اداریہ

کر کے اور اس پر عمل کرا کے دکھا سکتے ہیں ۔ مگر وہ آواز بھی حکمتِ خداوندی کے تحت عدم آباد کی وادیوں میں گم ہو گئی ۔ اور اب کوئی ایسا مردِ جلیل نظر نہیں آتا جو اس آواز کو اسی شد و مد کے ساتھ بلند کر سکے ۔

ہمیں اس حقیقت کو باور کر لینے میں کوئی پس و پیش نہیں کہ اربابِ اختیار ابتدا ہی سے دین اور قانونِ اسلامی کے نفاذ کے بارے میں اپنے تمام مواعید و دعاوی کو پس پشت ڈال کر مجرمانہ خاموشی اور غفلت کا ثبوت دیتے رہے ہیں اور علماء کرام سے انہوں نے اس سلسلے میں کوئی مشورہ نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود علماء کرام کے لئے لازم تھا کہ وہ اتمامِ حجت کے طور پر جانشینانِ نبوت کی حیثیت سے اپنا منصبی فریضہ ہر حال میں ادا کرتے اور خواہ اربابِ اختیار و اقتدار ان سے مطالبہ کرتے یا نہ کرتے، انہیں صحیح مقام دیتے یا نہ دیتے اور ان کی خدمات کا اعتراف کسی حلقہ کی جانب سے کیا جاتا یا نہ کیا جاتا وہ ہر اجر سے بے نیاز ہو کر مروّجہ قانون کی دفعات کو اسلامی سانچے میں ڈھال کر دنیا کے سامنے پیش کر دیتے اور اس کے نفاذ کے لئے ہمہ تن مشغول ہو جاتے ——— بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ علماء کراچی نے اس فریضے کا احساس کر کے وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کرنے کا آغاز فرمایا ہے۔

اللہ تعالےٰ ان کی مساعیٔ جمیلہ کو شرفِ قبول سے نوازے، ان کی کوششیں بار آور اور منزلِ مقصود سے ہمکنار ہوں ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

نقد و نظر

مضطر گجراتی بی، اے

کتاب: رحمتِ کائنات
مؤلفہ: قاضی محمد زاہد الحسینی
صفحات: ۲۳۰ ۔ قیمت درج نہیں۔

یہ کتاب جسے دار الارشاد کیمبل پور نے شائع کیا ہے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں ہے۔ احادیث سے تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ وفات پانے کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے پاک اجساد قبور میں زمین کی گزند سے محفوظ رہتے ہیں لیکن حیاتِ انبیاءؑ کس قسم کی ہے ۔ اس پر اہلِ علم میں بڑی بڑی بحثیں رہی ہیں ۔ عامۃ الناس کے لئے عالمِ ارواح اور عالمِ برزخ کے دقیق معاملات کی کُنہ اور رمز معلوم کرنا محال ہی نہیں ناممکن ہے ہمارے لئے اتنا ہی اعتقاد کافی ہے کہ آنحضورؐ قبر شریف میں حیات ہیں ۔ اور جو درود و سلام مواجہ شریف کے سامنے کتنی ہی آہستگی سے پڑھا جائے حضورؐ اسے شرفِ سماعت بخشتے ہیں ۔

زیرِ نظر کتاب میں مؤلف نے قرآن و حدیث سے حیاتِ انبیاء پر استدلال کیا ہے ہمارے خیال میں متشککین کو اس میں بحدِ اطمینان سامانی مل سکتی ہے ۔ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص افضل الرسل جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال عظمت کا کامل یقین حاصل ہو سکتا ہے ۔ ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ دینی برکات و سعادات کا باعث اور حُبِّ خدا و رسولؐ کا ذریعہ ہے ۔

★

نظامِ اوقات پر مستقل مزاجی کے ساتھ کاربند رہو

محمد شفیع عمر الدین، حیدرآباد

اندک اندک آب برآتش بزن
تاشود نارِ تو نورا ے بوالحزن (مولینا روم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز اپنے مقرر وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے۔

بے شک نماز فرض ہے۔ وقت معین ہیں۔ سفر، حضر، اطمینان، خوف ہر حالت میں اُسی وقت ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ جب چاہو پڑھ لو۔ یا یہ مطلب ہے کہ نماز کے متعلق حق تعالیٰ نے پورا ضبط اور تعیین فرما دیا ہے کہ حضر میں کیا ہونا چاہئے۔ اور سفر میں کیا — اطمینان میں کیا کرنا چاہئے اور خوف میں کیا۔ سو ہر حالت میں اس کی پابندی کرنی چاہئے۔ (حضرت مولانا عثمانی)

نظامِ اوقات

اسی آیت شریفہ سے ہمیں نظامِ اوقات کا سبق بھی لینا چاہئے۔ نیز ہمارے نظامِ اوقات میں نماز کا وقت ضرور درج ہونا چاہئے تاکہ پنجگانہ نمازیں مرد مسجد میں باجماعت ادا کر سکیں۔ اور مستورات گھروں میں مقررہ وقت پر ادا کرتی رہیں۔ یاد رہے کہ نظامِ اوقات پنجگانہ نمازوں کے اندراج کے بغیر ادھورا اور بالکل ناقص رہے گا۔

اگر ہم نے پنجگانہ فریضہ نماز کو مقررہ اوقات پر ادا کرنا سیکھ لیا تو ہمارا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا بھی منظم ہو جائے گا اور ٹائم ٹیبل میں درج شدہ دوسرے امور بلاناغہ مقررہ اوقات پر انشاء اللہ تعالیٰ سرانجام پاتے رہیں گے۔

لہٰذا دین اور دنیا کے کام بلاناغہ روزمرّہ سرانجام دینے کے لئے نظامِ اوقات کا مرتب کرنا ضروری ہے۔ اور اس پر مستقل مزاجی کے ساتھ عمل کرنا نہایت ہی اہم کام ہے تاکہ لمحاتِ زندگی ضائع نہ ہوں۔ یہ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے۔

حضرت امام غزالیؒ کے قول کے مطابق انسان کا ہر سانس ایک گوہر ہے اور آدمی کا ایسا سرمایہ ہے جس کا بلاضرورت ضائع کر دینا بیوقوفی ہے۔

حضرت ابوالدرداءؓ نے فضول برباد کئے ہوئے وقت کے بارے میں بڑے پتے کی بات فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا "اگر بندہ کسی بات پر بھی گریہ نہ کرے اور فقط اس زمانہ پر روئے جو اس نے ضائع کیا ہے تو اس کے رونے کے لئے یہی قیامت تک کافی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

اس لئے سوچ سمجھ کر ہر کام کے لئے علیحدہ علیحدہ وقت مقرر کرنا چاہئے۔ اور ہر کام مقررہ وقت پر سرانجام دیتے رہنا چاہئے۔ اس طریقہ سے کام کرنے میں برکت ہے۔ جو شخص اوراد و وظائف اور دنیوی کاروبار کے اوقات مقرر نہ کرے گا اس کا بہت سارا وقت ضائع ہوتا رہے گا۔

"لہٰذا وقت کی پابندی ضروری ہے ہر عمل کے لئے وقت مقرر کریں اور مقررہ وقت پر کام کرتے رہیں۔ حکومت بھی وقت کی پابندی کے اصولوں پر عمل کرتی ہے۔ کاروبار کے اوقات مقرر رکھتی ہے۔ اس سے نظام میں خلل نہیں پڑتا۔ چنانچہ لازم ہے کہ وقت کی پابندی کی جائے۔ خاص وقت اللہ اللہ کرنے کے لئے مقرر کر رکھیں تاکہ وہ وقت گواہی دے کہ تم فلاں وقت اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہر کام کے لئے وقت مقرر کر لیں تاکہ یہ اوقات تیرے حق میں گواہی دیں کہ فلاں فلاں وقتوں میں تیرا یہ شغل تھا۔"

(ملفوظات حضرت خواجہ محمد نور بخش صاحب نقشبندی)

اوقات ضائع نہ ہونے پائیں۔ اس بارے میں حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کی نصیحت ملاحظہ فرمایئے۔ آپ فرماتے ہیں "ضبط اوقات میں کوشش کرو اور اہم امور میں وقت صرف کیا کرو ایسا نہ ہو کہ وقت یوں ہی خرچ ہو جائے۔ وقتِ کار ہے۔ گفتار کا زمانہ نہیں ہے کالی کالی راتوں کو گریہ و استغفار سے روشن کر دو۔ اور کلمۂ طیبہ کی کثرت سے رطب اللسان رہو۔ موافق فرصت و حال تلاوتِ قرآن مجید سے حظِ وافر جمع کر لو۔ طول قرأت کے ساتھ نماز (نوافل) پڑھو اور تعلیم و تعلم پر حریص رہو۔"

یہ فانی زندگی لایعنی امور میں صرف نہ ہو۔ اس کے لئے ٹائم ٹیبل مرتب کرتے وقت حضرت امام غزالیؒ کی اس نصیحت پر بھی نظر رہے:۔

"اگر تمام اوقات آخرت کے کاموں کے لئے صرف نہ کئے جائیں تو کم از کم ان کا بیشتر حصہ تو ضرور صرف کرنا چاہئے تاکہ نیکیوں کا پلہ وزنی رہے۔ اگر نصف دنیا کے لئے اور نصف آخرت کے لئے صرف کروگے تو اس میں خطرہ ہے کہ کہیں دنیا کے کاموں کا پلہ وزنی نہ ہو جائے۔" (کیمیائے سعادت)

زیادہ پسندیدہ عمل

ٹائم ٹیبل مرتب کرنا اتنا مشکل کام نہیں جتنا اسے نباہنا مشکل ہے۔ جب ٹائم ٹیبل سوچ سمجھ کر پوری توجہ کے ساتھ بن جائے تو نہایت کوشش کے ساتھ اس پر کاربند رہیں۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

"دن رات کے اوقات میں کوئی نہ کوئی کام ہونا چاہئے اور کسی وقت کو ضائع نہ کرنا چاہئے۔ جب ایک دن رات میں ایسا کرے تو تمام عمر بھی ایسا ہی کرنا چاہئے اگر یہ دشوار ہو تو لمبی لمبی امیدیں نہ باندھے۔ اور بذاتِ خود یہ خیال کرے کہ آج کا دن تو کام کر لوں شاید آج ہی مر جاؤں۔ اور آج رات یہ کر لوں ممکن ہے کہ کل صبح مر جاؤں۔ جب ہر روز اس کی مواظبت کرنے سے رنجور ہو جائے تو یہ سمجھے کہ میں سفر میں ہوں اور میرا وطن آخرت

کا گھر ہے اور سفر میں تکلیفیں درپیش آیا ہی کرتی ہیں۔ لیکن آرام اسی میں ہے کہ جلدی جلدی چلے اور اپنے وطن میں جا کر آرام کرے۔ اور مقدار دنیاوی عمر کی ظاہر ہے اور عمر آخرت جو جاودانی ہے یہ اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے" (کیمیائے سعادت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَدْوَمُھَا وَ اِنْ قَلَّ (جامع الصغیر عن حضرت عائشہؓ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پیارا ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔

(ف) "مداومی عمل خدا تعالیٰ کو اس واسطے پسند ہے کہ اس کا کرنے والا بیدار ہے غافل نہیں کہ کبھی کرے اور کبھی نہیں۔ اور دوسرا سبب یہ ہے۔ کہ ہمیشہ عمل کرنے سے اس عمل کی برکت سے دل رنگین ہو جاتا ہے۔ روز بروز اس کو قرب اور صفائی حاصل ہوتی جاتی ہے اور گاہ گاہ کرنے میں اس کا اثر دل میں نہیں جمتا، جیسے بجلی کے چمکنے سے اسی دم تو روشنی ہے پھر آخر کو تاریکی ہے۔ اسی واسطے طریقت والے درویشوں نے فرمایا ہے کہ جب آدمی کوئی نفل عبادت یا وظیفہ شروع کرے تو اس کو مدام کرتا رہے تاکہ اس کا فیض اور برکت کم نہ ہو۔ (مشارق الانوار)

حاصل کلام مداومتِ عمل میں بڑی برکت ہے۔ پانی کا قطرہ قطرہ اگر ہمیشہ پتھر پر ٹپکتا رہے تو پتھر بھی گھس جاتا ہے۔ اگر سارا پانی یک لخت بہا دیا جائے تو اس پر کوئی اثر نہیں چھوڑتا۔ یہی حال اس عمل کا ہے جو ہمیشہ باقاعدگی کے ساتھ کیا جائے۔ اس لئے نہ ہی اوراد و وظائف میں ناغہ کرنا سودمند ہے نہ ہی انہیں بالکل چھوڑ دینا اچھا ہے بلکہ انہیں پابندی کے ساتھ نباہنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو فرمایا:۔
یَا عَبْدَ اللّٰہِ لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ۔ (مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو (تہجد نماز پڑھنے کے لئے) اٹھا کرتا پھر اس نے اسے چھوڑ دیا۔

(ف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نفل عبادت خواہ نماز خواہ روزہ خواہ وظیفہ شروع کرے تو اس کو ہمیشہ نباہے۔ کبھی کرنا کبھی چھوڑنا مکروہ ہے۔ اس واسطے کہ ایسی عبادت کا دل میں اثر نہیں جمتا۔" (مشارق الانوار)

بزرگانِ سلف و خلف کی مبارک زندگیوں سے ہمیں پابندئ اوقات کا سبق ملتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ درگاہی قادریؒ نے جن عبادات اور معاملات کو معمول بنا رکھا تھا ان میں آپ نے کبھی انتقال تک ناغہ نہ کیا۔ (جواہر علویہ)

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات کی پابندی کا حال آپ کے خلف الرشید حضرت مولانا عبید اللہ مدظلہ کی زبانی سنئے۔ آپ کا بیان ہے کہ محترم ابا جان نماز عشاء کے بعد گھر جا کر لطائف و وظائف شروع کرتے تھے اگر دن کے اوقات میں مناسب موقعہ مل جاتا اور رات کے وقت وظائف کا تھوڑا سا حصہ باقی رہتا تو اس کو ختم کر کے استراحت فرماتے ورنہ آپ بستر پر بیٹھ جاتے۔ اونگھ آتی تو ہرگز نہیں لیٹتے تھے۔ اور رات کا بیشتر حصہ اسی کیفیت میں گزر جاتا تھا اور آپ تکیہ پر سر مبارک نہیں رکھا کرتے تھے۔ (مقامات ولایت ص۱۴۲)

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ "طبیعت کتنی ہی بےکیف ہو لیکن گوارا نہیں کرتی کہ اوقات مقررہ کے نظام میں خلل پڑے"۔ (غبارِ خاطر)

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ روزمرہ کی زندگی پر مولانا کو اس قدر کنٹرول تھا کہ ایک ایک لمحہ نظم اوقات کے تحت بسر ہوتا۔ عبادات ذکر و فکر، تزکیۂ نفس، درس و تدریس اور سیاسیات میں انہماک اور مشغولیت اپنے اپنے اوقات میں ہوتی۔
(خدام الدین ۲۴ جنوری ۱۹۵۸ء مدنی نمبر)

نیز شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ اپنے ایک مکتوب میں یوں نصیحت فرماتے ہیں۔ "جہاں تک ممکن ہو ذکر میں کثرت اور دوام فرمائیے۔ ناغہ نہ ہونے دیجئے اور دل لگا کر کیا کیجئے۔ عمر عزیز کے لمحات کو غنیمت شمار کرتے ہوئے ضائع ہونے سے بچائیے۔ (مکتوب ۱۱۳ جلد ۴)

حضرت امام فخر الدین رازی مؤلف تفسیر کبیر کا مستقل نظام اوقات تھا۔ مثلاً آپ کا یہ معمول تھا کہ طلوع آفتاب سے دو گھڑی پہلے بیدار ہوتے۔ اول تہجد نماز پڑھتے پھر قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔ جب فجر کی اذان ہوتی تو مسجد میں تشریف لے جاتے اور جماعت سے نماز پڑھتے۔ نماز سے فارغ ہو کر اپاہجوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کو جاتے۔ وہاں سے واپس آ کر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں مشغول ہو جاتے۔
(الفیض امرتسر۔ نومبر ۱۹۳۶ء)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ بہ تاکید فرمایا کرتے کہ اپنے معمول کو پورا ضرور کر لینا چاہئے۔ خواہ عذر کی حالت میں بے وضو ہی سہی۔ کیونکہ معمول کو مقرر کر لینے کے بعد ناغہ کرنے میں بڑی بے برکتی ہے۔
(اشرف السوانح جلد دوم)

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے درسِ قرآن دیتے ہوئے حضرت مولانا اشرف علیؒ کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کے پاس ان کے استاذ مہمان ہوئے ان کی آپ نے پوری خاطر تواضع کی۔ وہ ان دنوں تفسیر بیان القرآن لکھ رہے تھے اور ان کا معمولِ زندگی تھا کہ وہ اپنے ہر کام کو مقررہ وقت پر سرانجام دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے تفسیر لکھنے کا وقت آ گیا۔ استاذ سے اجازت کے لئے عرض کیا کہ میں اپنے معمول کے مطابق تفسیر لکھوں اور انوار الٰہیہ کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پائے۔ اس پر مثال دی کہ روز پانی کی ٹونٹی سے پتھر پر پانی گرنے سے وہ گھس جاتا ہے۔ اگر یک لخت سارا پانی بہا دیا جائے تو پتھر پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔ (ترجمانِ اسلام لاہور ص۲ ۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء)

حاصل کلام بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنے معمولات مقررہ اوقات پر سرانجام دیتے رہیں تاکہ ناغہ کی نوبت نہ آئے۔ انہیں مقررہ اوقات سے ادھر ادھر کرنا مناسب نہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

اسوۃ الصلحا سید الاتقیاء حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری

حلال اور حرام کی پہچان پر ایک مقالہ

الحمد للہ وحدہ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ

اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیض جاری ہے۔ اور ابد الاباد تک جاری رہے گا۔ صرف نبوت منصب پر قیامت تک کوئی انسان نہیں آسکتا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی احادیث کی روشنی میں دجال اور اس کو راست باز تسلیم کرنے والے بھی مسلمان نہیں رہتے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والوں کو اولیا اللہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرات اولیا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خدا کے دین کی حفاظت اور اس کی اشاعت کرنے والے ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مختلف انعامات سے سرفراز فرماتا ہے۔ ان کے ذریعہ سے وہ کام ہوتے ہیں جن کے کرنے سے دوسرے انسان عاجز رہتے ہیں۔ ایسے کاموں کو کرامت کہا جاتا ہے معجزات کی طرح کرامات بھی مختلف قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ حضرت شیخ الاکبر اپنی کتاب کبریت احمر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"من رجال للہ من اعطاہ اللہ تعالی علامۃ یعرف بھا الحرام والحلال فی الماکل والملابث والمشارب وغیر ذلک۔ فاستراح من التعب والتفتیش ثم ان ھذا الامر لا یکون لھم الا بعد التضیق الشدید فی التورع وھناک جازاہ اللہ تعالی و نفس عنھم باعطاھم تلک العلامۃ الخ"
(کبریت احمر باب ۵۱)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ مقرب بندے ایسے بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ حرام اور حلال پہچاننے کی بصیرت اور علامت مرحمت فرماتا ہے۔ کھانے پینے اوڑھنے اور دوسری چیزوں میں وہ حلال حرام کو پہچان لیتے ہیں۔ یہ حلال حرام کی پہچان اور کامل بصیرت انہیں اس وقت عطا کی جاتی ہیں جب یہ ہستیاں اپنی ضروریات زندگی میں انتہائی شدت اور تنگی سے کام لے کر تقوی اور پرہیزگاری میں بے مثال عملی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ ذیل میں بعض مقربین کے کرامات درج کئے جاتے ہیں

حضرت شیخ العصر قطب الاولیا ابو المکارم رکن الدین احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ کی کرامت

یہ بزرگ آٹھویں صدی ہجری میں گزرے ہیں ایران میں صوفی آباد مشہور شہر ہے صوفی آباد میں برج احرار ایک مشہور مقام ہے اس برج میں قطب زمان حضرت عماد الدین عبد الوہاب کی خانقاہ شریف ہے۔ حضرت رکن الدین صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا جلال دین قدس سرہ کی خدمت میں ہمدان کا ایک مغل سردار دو مرغابیاں شکار کرکے لایا جو نہایت ہی عمدہ طریقے سے پکائی گئی تھیں مغل سردار نے عرض کیا کہ حضرت یہ مرغابیاں میرے باز نے پکڑی ہیں۔ اور یہ حلال ہیں۔ آپ مہربانی کرکے کھالیں۔

حضرت مولانا نے فرمایا کہ بیشک مرغابی حلال ہے۔ لیکن تیرے باز نے کل کسی بڑھیا عورت کی مرغی کھالی ہے۔ اس مرغی کی طاقت سے اس نے مرغابی پکڑی ہے اٹھا اور لے جا یہ تمہارے لائق ہے۔

دوسرا واقعہ

اوپر والی کرامت حضرت مولانا جلال الدین کی ہے (یہ مولانا مثنوی والے نہیں اور ہیں) حضرت سمنانی نے یہ کرامت بیان فرمائی۔ دوسرا واقعہ یا دوسری کرامت حضرت سمنانی کی اپنی ہے حضرت سمنانی کے سامنے ایک مغل سردار انتہائی عقیدت کے ساتھ ہرن کا گوشت پکا کر لایا حضرت سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہرن بے شک حلال ہے لیکن کل تیرے گھوڑے نے کسی مظلوم کے جو کھائے تھے اس خوراک کی قوت سے ہرن کا شکار ہوا۔ لہذا یہ تمہارے لائق ہے۔
(نفحات الانس (اردو) صفحہ ۴۶۹)

حضرت شیخ ابو العباس قدس سرہ کی کرامت

یہ بزرگ بھی صاحب کرامت ہیں۔ یہ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلیؒ کے مریدوں میں سے ہیں ایک دن ایک شخص نے آپ کی دعوت کی اور امتحان کے لئے مشتبہ اور مشکوک کھانا پکایا۔ حضرت شیخ ابو العباس کے سامنے جب کھانا رکھا گیا۔ تو حضرت محاسب حارثیؒ کی انگلی میں ایک ایسی رگ تھی کہ جب مشتبہ اور مشکوک کھانا سامنے رکھا جاتا تو وہ رگ زور زور سے حرکت کرنے لگ جاتی تھی اور میرے بازو میں ساٹھ رگیں ایسی ہیں کہ جب مشکوک اور مشتبہ کھانا سامنے آتا ہے تو یہ ساٹھ رگیں یکدم پھڑکنے لگتی ہیں میزبان نے توبہ کی اور اپنی غلطی کی عاجزی کے ساتھ معافی مانگی۔ (نفحات الانس صفحہ ۶۰۹)

اسی سلسلہ میں سلطان الاولیا قطب زمان سیدی و مرشدی حضرت مولانا احمد علی صاحب شیخ التفسیر امیر جمعیتہ علماء پاکستان رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ آپ کا تقویٰ اور ورع بے مثال تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی یہ بصیرت مرحمت فرمائی تھی سینکڑوں دفعہ آپ کے سامنے خبیث اور طیب۔ حلال اور حرام اشیاء کو ملا کر امتحاناً پیش کیا گیا۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے خداداد بصیرت کے ذریعہ سے ان مخلوط چیزوں کو جدا جدا کرکے حلال اور حرام کو الگ الگ کر دیا۔ بعض جہلا اسے غیب دانی سمجھتے ہیں۔ یہ غیب دانی نہیں ہے۔ یہ نور تقویٰ سے خدا کی دی ہوئی بصیرت ہے۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ اس تاریکی اور ظلمت کے دور میں حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کامل محبت اور اخلاص کیساتھ عقیدتاً و عملاً ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور قیامت کے دن ان حضرات کی شفاعت کو ہماری نجات اور ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین

دارین کی فلاح کا راز اتباعِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مضمر ہے!

تقریر:۔ ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر "خدام الدین" لاہور
تحریر:۔ محمد عثمان غنی بی اے۔ واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

گذشتہ سے پیوستہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ زمانۂ نبوت محدود ہے نہ مکان نبوت محدود ہے۔

یہاں ایک بات کہہ دوں بھائی۔ جتنے نبی آئے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے، اُن کا زمانہ نبوت بھی محدود تھا اور اُن کا مکان نبوت بھی محدود تھا۔ ایک نبی اگر یہاں کے لئے ہے تو حسن ابدال کے لیے نہیں، پنڈی کے لیے نہیں۔ تو اُن کا مکان نبوت بھی محدود ہوا۔ اور اس وقت کے لئے نبی ہے دوسرے وقت کے لئے نبی نہیں ہے تو زمانہ بھی محدود ہوا۔ ایک نبی آیا اور دنیا سے رخصت ہوگیا تو اب اُس کے بعد اس کی نبوت کا پیریڈ (PERIOD) بھی ختم ہوگیا، زمانہ ختم ہوگیا۔ جب دوسرا نبی آیا۔ تو اس کا ماننا ضروری ہوگیا، اُس کی شریعت پر عمل کرنا ضروری ہوگیا۔ یعنی اس کا زمانہ بھی محدود اس کا مکان بھی محدود۔ لیکن ہمارے آقا و مولےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ زمانہ نبوت محدود ہے نہ مکان نبوت محدود ہے۔

دیکھئے آپ قرآن پڑھیئے، احادیث کا مطالعہ کرجایئے دوسرے جتنے نبی گزرے ہیں قرآن جب اُن کی سیرت بیان کرتا ہے، اُن کے واقعات بیان کرتا ہے تو کسی کا بچپن بیان کرتا ہے، کسی کی جوانی بیان کرتا ہے، کسی کا بڑھاپا بیان کرتا ہے۔ یعنی اسی زندگی کا بیان کرتا ہے۔ لیکن جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بیان شروع کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو وہ آئت میثاق میں دیکھیئے، ابھی ارواح کا معاملہ ہے۔ ارواح کو اللہ تعالیٰ اکٹھا کرتے ہیں۔ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُن سے وعدہ لیا جاتا ہے یا نہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ یہ آیت جو ہے پوری اس میں وعدہ لیا تھا۔ کہ جب یہ رسولؐ آئے تو اس کی نصرت بھی کرنی ہے اور اس پر ایمان بھی لانا ہے۔ یہ نبیوں سے وعدہ لیا گیا یا نہیں؟ جب حضورؐ کا بیان شروع کیا تو روزِ ازل سے کیا اور رحمتِ دو عالم، سیّد دو عالم، جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت بھی نبی تھا جب ابھی آدم کا خمیر بھی گوندھا نہیں گیا تھا وہ ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ میں اُس وقت بھی نبی تھا۔ ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور تا ابد نبی رہیں گے یا نہیں؟ ہمیشہ کے لئے نبی رہیں گے یا نہیں؟ کیا اب کسی اور کی نبوت کا چراغ جل سکتا ہے؟

غرض ان کی نبوت اس وقت بھی تھی۔ جب ابھی کائنات تیار بھی نہیں ہوئی تھی اور اُن کی نبوت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک کائنات باقی ہے اور اُس کے بعد بھی رہے گی تا ابد رہے گی تو حضور کا نہ زمانہ نبوت محدود ہوا، نہ مکان نبوت محدود ہوا

آپ بھی دیکھیں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ کہ جلسے کا جو مقصود ہوتا ہے اس کی تقریر کب ہوتی ہے؟ سب سے آخر میں، سب سے بعد میں۔ اس لیئے کہ وہ اگر تقریر کر گیا تو بعد میں اور کوئی تقریر سنے گا ہی نہیں۔ اور جو مقرر آتا ہے جلسے میں وہ کہتا ہے کہ جی میری تقریر تو بس ضمناً ہو رہی ہے اصل مقرر تو آنے والا ہے۔ کئی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا اشتہاروں میں نام ہوتا ہے وہ تقریریں کرتے ہیں، کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اشتہار میں نام بھی نہیں ہوتا لیکن وہ تقریر کر جاتے ہیں اب آپ قرآن دیکھیئے کیا اس میں جتنے نبی ہیں سب کا تذکرہ ہے؟ سب کا کہاں ہے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش نبی کہتے ہو لیکن آپ نام بھی گن سکتے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کے؟ ایک لاکھ ہی گن دیجئے۔ کئی نبی ایسے بھی ہوئے ہیں جن کا تذکرہ بھی نہیں کیا خدا نے، قرآن نے تذکرہ بھی نہیں کیا۔ اور کئی ایسے ہیں جن کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے اور جو آیا ہے اُس نے یہی کہا ہے۔ میں تو درمیان میں آیا ہوں اصل آنے والا آ رہا ہے۔

مقصود رسالت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

دارالعلوم دیوبند کے بانی ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ، اُنہوں نے یہ بات کہی ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مقصود رسالت ہیں۔ رسالت کا مقصود جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جو مقصود تھا بھیجا سب سے بعد میں اور آپ دیکھیں جلسے میں جو سب سے بڑا مقرر ہوتا ہے جب اشتہار چھپتا ہے، اعلان ہوتا ہے اور مقصود جو جلسے کا ہوتا ہے اُس کا نام اشتہار میں سب سے اوپر ہوتا ہے، تقریر سب سے بعد ہوتی ہے۔ تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان کیا، تذکرہ کیا تو سب سے اوپر، عالم ارواح میں تذکرہ شروع کر دیا اور جب بھیجا تو سب سے بعد میں کہ ان کے بعد کسی اور کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ چنانچہ جب اعلان کیا تو سب سے پہلے کیا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت یعنی محدود نہ ہوا۔ تو جب سے کائنات تیار ہوئی وہ نبی ہیں اور تا ابد نبی رہیں گے۔

مکانِ نبوت

جہاں تک یہ مخلوق موجود ہے وہاں تک کے لئے حضورؐ نبی ہیں یا نہیں؟ نہیں نہیں اگر آسمان پہ بھی کوئی نئی مخلوق دریافت ہو جائے وہاں کے لئے بھی نبی کون ہوں گے؟ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

انسان کی منزل چاند نہیں عرش معلےٰ ہے

جس زمانے میں سائنسدان نئے نئے چاند کی طرف جا رہے تھے۔ تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم (اللہ تعالیٰ اُنہیں زندہ رکھے)، جو مہتمم ہیں دارالعلوم دیوبند کے وہ ہمارے یہاں لاہور میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ تو مسلم مسجد انارکلی میں وہ تقریر فرما رہے تھے کسی شخص نے مجمع میں سے اٹھ کر سوال کیا حضرت! اسلام کا نظریہ کیا ہے اس بارے میں کہ یہ جو چاند کی طرف جا رہے ہیں لوگ۔ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے؟ (اس وقت ابھی اطلاع ہی تھی)، تو مجھے یاد ہے حضرت مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم نے جواب بڑا پیارا دیا وہ فرمانے لگے "بھائی! اسلام کا نظریہ پوچھتے ہو؟" کہا "جی ہاں حضرت" تو فرمایا "یہ چاند جو ہے یہ زمین سے سب سے قریبی سیّارہ ہے زمین کے اگر قریب ترین کوئی سیارہ ہے تو وہ چاند ہے۔ یہ انسان کی بڑی کم ہمتی ہے کہ ابھی تک وہ اس سیارے تک بھی نہیں پہنچ سکا جو سب سے قریبی سیّارہ ہے ورنہ اسلام نے تو انسان کی منزل عرش معلیٰ بتائی ہے۔ اور اقبال نے بھی کہا ؎

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

میں سائنس کے دلائل کی روشنی میں علیٰ وجہ البصیرت یہ بات کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ قریبی سیاروں تک تو پہنچ جائیں گے لیکن اللہ کی مخلوق جو ہے قرآن بھی کہتا ہے کہ میرے رب کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا، ایسے سیارے موجود ہیں جہاں تک عمریں ختم ہو جائیں گی یہ نہیں پہنچ سکیں گے۔ ساری مخلوق کا احاطہ کون کر سکتا ہے؛ بہرحال ہمارا ایمان یہ ہے کہ اگر وہاں بھی کوئی مخلوق دریافت ہو جائے یا تحت الثریٰ میں کوئی مخلوق دریافت ہو جائے، اللہ رب العالمین ہے اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ جہاں تک خدا کی ربوبیت کارفرما ہے، وہاں تک محمد مصطفیٰ کی نبوت بھی چلے گی تو نہ مکان نبوت محدود ہوا نہ زمان نبوت محدود ہے۔

نوعِ انسانی کے لئے لائحہ عمل

تو وہ ہندو نوجوان الناس کے لفظ سے سمجھ گیا کہ جتنے بھی حضورؐ سے پہلے گزرے ہیں وہ تو اپنی اپنی بستی کو خطاب کرتے تھے، اپنی اپنی برادری کو خطاب کرتے تھے، اپنی اپنی قوم کو خطاب کرتے تھے یہ ایک نبیؐ ایسا آیا ہے جو ساری کائنات اور نوع انسانی کو خطاب کرتا ہے اور یہ کتاب ساری مخلوق کو خطاب کرتی ہے۔ تو اگر انسانیت کے لئے کوئی مذہب ہو سکتا ہے، اگر ساری نوع انسانی کے لئے کوئی لائحہ عمل ہو سکتا ہے۔ تو وہ یہ قرآن ہو سکتا ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہو سکتا ہے، حضورؐ کی نبوت ہو سکتی ہے۔ یہ بات صرف الناس کے ترجمے سے اس کی سمجھ میں آگئی اور اس پر وجدان کی کیفیت طاری ہو گئی۔

مقصد تخلیق انسانی فقط بندگی ہے

فرمایا یٰاَیُّھَا النَّاسُ۔ اے انسانو! اُعْبُدُوْا بندگی کرو۔ یہاں دو باتیں مجھے عرض کرنا ہیں دیکھئے قرآن کا انداز کتنا پیارا ہے خطاب کیا تو ساری نوع انسانی سے اور جب بات شروع کی۔ تو خطاب "اُعْبُدُوْا" سے شروع ہوتا ہے۔ جب انسان کو پیدا کیا تو کس لئے؟ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ "پیدا کیا ہے کس کے لئے، بندگی کے لئے" اور جب بات کہی پہلی تو وہ بھی بندگی ہی کی کہی کہ اے انسانو! کیا کرو؟ بندگی کرو، عبادت کرو۔ اور بندگی کے لئے نمونہ کسے بنایا؟ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ آپ کو بندگی کا حکم دیا اور عبدیت کا نمونہ کسے قرار دیا؟ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

قبولیت عبادات کا معیار

اب دو باتیں اس سے سمجھ میں آتی ہیں کہ عبادت وہ قبول ہوگی جو محمد مصطفیٰؐ کے طریقے پر ہوگی۔ کوئی عمل، کوئی رسم، کوئی رواج اور کوئی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہو سکتی جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نہ ہو۔

ایک مثال اس پر ایک مثال عرض کردوں۔ دیکھئے ایک کاغذ کے پرزے کی کوئی قیمت ہے، اگر بڑا کاغذ بھی ہو تو بازار میں زیادہ سے زیادہ دو پیسے کا مل جائے گا، پھاڑ کر لے جائیں تو دکاندار اس کے دو پیسے بھی نہیں دے گا؛ پھینک دے گا، ایک پیسہ بھی دینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ چھوٹا کرکے لے گئے، ایک چھدام بھی اس کی قیمت نہیں۔ اور ایک کاغذ سرخ رنگ کا ہے اس پر سو روپے لکھے ہوتے ہیں؛ گورنمنٹ آف پاکستان کی اوپر مہر لگی ہوئی ہے، یہ کاغذ کتنے میں لیا جائے گا؟ ۱۰۰ روپے ہیں — اور دوسرا اگر صاف کاغذ ہو تو اس کی کوئی قیمت بھی نہیں ہے۔ لیکن اگر اس پر مہر نہ ہو اور یہ کاغذ جو لال رنگ کا ہے۔ آپ لے جائیں بازار میں اس کی کوئی قیمت ہوگی؛ کوئی قیمت نہیں۔ لیکن مہر جب ہے تو اس کی قیمت ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ کی کوئی قیمت نہیں۔ جب مہر والا کاغذ آپ بازار میں لے جاتے ہیں۔ تو اس کی قیمت سو روپے پڑتی ہے اور کوئی اسے لوٹاتا بھی نہیں اور لوٹائے تو جرم ہے۔ دیکھئے تو خوشی سے قبول اور مفت جائے پھر تو بات ہی کیا ہے۔ تو یہ کاغذ سو روپے اس کی قیمت ہے اور وہ کاغذ اتنا بڑا ہے۔ دو پیسے بھی اس کی قیمت نہیں۔ کیوں؟ کہ اس پر مہر نہیں ہے۔ اسی طرح یاد رکھئے جس عمل پر، جس عبادت پر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مہر نہیں ہے وہ عبادت عند اللہ کبھی مقبول نہیں ہوگی وہ ردی کاغذ کے برابر ہے، اس کی کوئی قیمت اللہ کی بارگاہ میں نہیں پڑے گی اور کوئی عمل خواہ چھوٹا بھی ہو لیکن طریقہ ہو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو حضورؐ کے طریقے کے خلاف کریں گے اللہ کی بارگاہ میں کبھی قبول نہیں ہوگا۔

معبودانِ باطل کی نفی

عَبْدُہٗ کہہ کر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک جو معبودانِ باطل پیدا ہونے والے تھے۔ ان کی نفی کی ہے اور شرک کی جڑیں کاٹی ہیں صرف جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عَبْدُہٗ کہہ کر۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ نہیں کہ اللہ اپنی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے، ٹھیک ہے؟ سب مسلمانوں کا ایمان ہے یا نہیں؛ اور پھر مخلوق میں جناب محمد مصطفیٰ کا بھی کوئی ثانی نہیں ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور ہم تو کیا ایک ہندو بھی کہتا ہے۔ صبح میں نے اس کا شعر پڑھا تھا۔

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

وہ کہتا ہے ایسا کوئی بھی نہیں۔ یہ غیر مسلم بھی کہتا ہے اور نہیں نہیں حضورؐ کی تو شان بڑی ارفع اور اعلیٰ ہے۔ ہمارا اہل سنت الجماعت کا تو ایمان یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی شان کو بھی کوئی پہنچ نہیں سکتا انبیاء کے بعد کوئی شخص کائنات میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ثانی نہیں ہو سکتا۔ کوئی غوث ہو جائے، قطب ہو جائے، ابدال ہو جائے، سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن محمد مصطفیٰؐ کے ایک ادنیٰ صحابی کے درجے کو بھی پہنچ نہیں سکتا۔ اور یہ بات میں ویسے نہیں کہتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب جنتی جنت میں جائیں گے تو ہر جمعے کے دن اللہ تعالیٰ جنت میں نزول اجلال فرمائیں گے، جنتیوں کو زیارت کرائیں گے اور جنتیوں سے فرمائیں گے مانگو کیا مانگتے ہو۔ جنت ایسی جگہ ہے جہاں کسی چیز کی طلب ہی نہیں رہے گی۔ وہ کہیں گے "اللہ تعالیٰ! کیا مانگیں؛ تیری نعمتیں بے پناہ ہیں، تیرا احسان ہے، تیرا فضل ہے"، بار بار جب یہ معاملہ ہوگا تو جنتی۔ علماء کی خدمت میں جائیں گے۔ اور وہاں ان کو مشورہ دیا جائے گا کہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کیجئے "اے اللہ! تیری بڑی نعمتیں ہیں تیرا احسان ہے، تیرا بڑا فضل ہے۔ اے اللہ! تو ہم سے راضی ہو جا۔"

جنت کے سب سے اونچے دو درجے

حدیث میں آتا ہے (مشکوٰۃ میں بھی یہ حدیث موجود ہے)، کہ جنت کے سب سے اونچے درجے دو ہیں۔ ایک رویت رب العلمین (اللہ کا دیدار) اور دوسری رضائے رب العلمین۔ تو جنتی سب سے اونچی چیز جنت میں کیا مانگیں گے؟ اللہ کی رضا۔ اے اللہ! تو ہم سے راضی ہو جا۔ — قرآن نے بھی کہا وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ — اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔

رضائے الٰہی کے تمغے پانے والے (صحابہ کرام)

یہاں ایک بات سمجھ میں آئی بھائی۔ جب حضورؐ کے کسی صحابی کا آپ نام لیتے ہیں، سیدنا صدیق اکبر... ساتھ کیا کہتے ہیں؟ (محبت سے کہیے، ثواب ہوگا)۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — اور سیدنا فاروق اعظم؛ رضی اللہ تعالیٰ عنہ — سیدنا عثمانؓ؛ سیدنا علیؓ؛ سیدنا معاویہؓ؛ سیدنا حسنؓ؛ سیدنا حسینؓ؛ سیدنا بلالؓ؛ جس صحابی کا آپ نام لیں گے کیا کہیں گے؛ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قرآن نے بھی کہا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ اللہ اُن سے راضی ہوگیا، وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ قرآن نے اُن کو یہ سرٹیفکیٹ دیا، قرآن نے اُن کو تمغہ دیا۔

آپ اُس حدیث کو سامنے رکھیے کہ جنتی جنت میں جاکر جو آخری چیز طلب کریں گے وہ کیا ہے؛ اللہ کی رضا۔ تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو وہ تمغہ خدا نے اس دنیا میں عطا فرما دیا۔ یعنی جنتیوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں لے جاکر جو آخری سند فضیلت دیں گے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں دے دی ہے لہذا اُن کے درجے کو بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اب دیکھئے قرآن تو وہ کتاب ہے جس کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ وہ کتاب ہے جس میں شک نہیں۔ شک آجائے تو ایمان نہیں رہتا۔ تو اسی قرآن نے اُن کو یہ کہا سرٹیفکیٹ دیا، تمغہ دیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وہ اللہ سے راضی۔ اللہ اُن سے راضی۔ تو بھائی جن کے چہرے کو دیکھنے سے یہ برکت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات میں ان کی نظیر باقی نہیں رہتی۔ تو حضور کی نظیر ہوسکتی ہے کوئی؟

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ وہ عَبْدُہٗ کی تشریح پر آتا ہوں۔ تو کیسے شرک کی نفی کی۔ ایک آدمی دن رات اللہ اللہ کرے، کوئی گھڑی اللہ کی یاد سے غافل نہ رہے، تمام نمازیں، زکوٰۃ، حج، سب چیزیں ادا کرے، سب عبادتیں پوری کرے (ایسا کوئی ہو نہیں سکتا کہ ایک گھڑی بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو، اور کوئی گناہ بھی اس سے سرزد نہ ہو) لیکن اگر کوئی ایسا ہو بھی جائے تو پھر آپ کہہ سکتے ہیں۔ یہ شخص حضورؐ کے درجے کو پہنچ گیا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جو کہے بے ایمان ہو جائے گا۔ بھائی جب یہ ایمان ہے کہ صحابہ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا تو حضورؐ کے درجے کو کیسے پہنچ سکتا ہے؟ غرض یہ ساری زندگی کی عبادت اور ایک گھڑی بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا اور اتنی عبادت اسے عَبْدُہٗ بھی نہیں بنا سکتی! پڑھنے میں (اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ)، تو جب ساری زندگی کی عبادت بھی کسی کو عبد کامل نہیں بنا سکتی اور حضورؐ جب اتنی عظمت، اتنی شان اتنے عُلُوِّ مرتبہ کے باوجود عابد ہیں معبود نہیں، ساجد ہیں مسجود نہیں، مملوک ہیں مالک نہیں۔ جب اتنی عظمت کے باوجود وہ عبد رہتے ہیں اور اے کائنات والو! جب تم ساری عبادتیں کرنے کے بعد ایک عبد کامل بھی نہیں بن سکتے تو یہاں نے کسے جتنا ہے جو معبود ہونے کا دعویٰ کرے؟ اگر کوئی معبود ہو سکتا تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوتی جو کائنات میں سب سے افضل تھے۔ اگر وہ عبد ہیں، معبود نہیں، وہ ساجد ہیں مسجود نہیں تو کوئی اور ہوسکتا ہے کائنات میں اللہ کے سوا جو معبود ہونے کا دعویٰ کرے؟ تو یہاں عَبْدُہٗ کہہ کر اللہ تعالےٰ نے معبودان باطل کی نفی کر دی ہے — وقت تھوڑا ہے اس لئے پوری آیت کی تو شرح نہیں کر سکتا اور بات یہاں بھی ادھوری ہی رہ گئی ہے صرف ایک بات کہہ کر تقریر ختم کرتا ہوں

انسانیت کی معراج

یہ رجب کا مہینہ ہے اس میں معراج کا بھی تذکرہ آجائے ضمناً۔ اس مہینے میں معراج ہوا ایک شخص نے بڑی مزے کی بات کہی ہے اور بڑی اچھی بات کہی ہے۔ ہماری تو بھائی انتہا یہ ہے قرآن کی تعلیم کا حاصل بھی یہی ہے اور سارے اسلام کا حاصل بھی یہی ہے کہ انسان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے، حضور کا پورا تابعدار ہو جائے۔ اُس کا اُٹھنا، اُس کا بیٹھنا، اُس کا سونا، اُس کا جاگنا، اُس کا چلنا، اُس کا پھرنا، زندگی کی ہر حرکت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو جائے۔ کسی نے بڑی مزے کی بات کہی ہے حضورؐ سے خطاب کرکے، اسی پر میں ختم کرتا ہوں۔ وہ حضورؐ سے خطاب کرکے کہتا ہے؎

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

میری معراج یہ ہے کہ میں تیرے نقش قدم پر چلوں

اللہ ہم سب کو حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بقیہ: نظام الاوقات پہ . . . .

فرماتے ہیں کہ "حدیث نبوی علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات ہے هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ "پھر کر لوں گا" کہنے والے ہلاک ہوگئے یعنی جو معمولات کی ادائیگی میں تاخیر کرتے ہیں وہ ہلاک ہوگئے۔ پس فرصت کو غنیمت جاننا چاہیئے۔ اور اسے اللہ تعالےٰ کی خوشنودگی کے کاموں میں صرف کرنا چاہیئے۔

(مکتوب ۷۳۔ دفتر اول)

حاصل یہ نکلا کہ بندے کو چاہیئے کہ خوب سوچ سمجھ کر ٹائم ٹیبل مرتب کرے۔ اور فرض عبادات پابندی کے ساتھ بجا لاتا رہے۔ نیز نوافل عبادات اور وظائف اس قدر مقرر کرے جنہیں ہمیشہ خیر و خوبی کے ساتھ نباہ سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ عَلَيْكُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔

(مشارق الانوار بحوالہ مسلم۔ عن ابوہریرہؓ)

ترجمہ: اپنے اوپر ویسے عمل لازم پکڑو جو تم کر سکو اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کو ملال اور ماندگی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تم تھک جاؤ۔

(ف) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے یہاں ایک عورت آئی۔ اس نے ایک رسّی لٹکائی تھی رات بھر نہ سوتی تھی — جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اس کو پکڑ لیتی۔ حضرتؐ گھر میں آئے تو رسّی کا حال پوچھا میں نے اس عورت کا حال بتایا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی:-

"یعنی نفل عبادت جبھی تک بہتر ہے کہ خوشی سے ادا ہو۔ اور اس میں جی لگے۔ خدا تعالےٰ ثواب اور رحمت کو نہیں کاٹتا۔ جب تک تم کو ملال اور ماندگی عبادت میں نہ ہو۔" (مشارق الانوار)

نیز حدیث شریف میں وارد ہے خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔

(مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ: نیک عمل اتنے کرو جتنے تم سے ہو سکیں۔ اس واسطے کہ خدا تعالےٰ ثواب دینے سے اداس نہیں ہوتا جب تک تم عمل کرنے سے اداس نہ ہو جاؤ۔ یعنی (نفل) عبادت وہی بہتر ہے جو ہمیشہ ہو سکے جس سے دل اداس نہ ہو۔ (مشارق الانوار)

آخری نصیحت اگر کسی وجہ سے مقررہ وقت کا وظیفہ اور اوراد چھوٹ جائیں تو فوراً جب موقعہ ملے ان کی قضا ادا کر لینی چاہیئے۔ انہیں بالکل چھوڑنا نہ چاہیئے تاکہ نظام اوقات پر کاربند رہنے کی عادت قائم رہے جو موجب خیر و برکت ہے۔

روح القرآن

قسط نمبر

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی

اقامتِ صلوٰۃ کے احکام

۱- اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (پ ۱- ع ۱- س بقرہ - آیت ۳)

ترجمہ: جو غیب کی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں۔

یعنی جو چیزیں ان کے عقل و حواس سے مخفی ہیں جیسے جنت، دوزخ، ملائکہ وغیرہ۔ ان سب کو اللہ اور رسول کے ارشاد کی وجہ سے حق اور یقینی سمجھتے ہیں۔ (امور غائبہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے)

اقامتِ صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ رعایتِ حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔

۲- اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (پ ۵- ع ۱۲- س النساء - آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مسلمانوں پر اپنے مقرر وقتوں میں فرض ہے۔

مطلب۔ جو نماز پڑھو اطمینان اور تعدیلِ ارکان اور رعایتِ شروط و محافظت آداب کے ساتھ پڑھو۔

۳- حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ○

(پ ۲- ع ۱۵- س بقرہ - آیت ۲۳۸)

ترجمہ: سب نمازوں سے خبردار رہو اور بیچ والی نماز سے، اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو۔

یعنی عصر کی نماز کی زیادہ تاکید فرمائی۔ کیونکہ اس وقت دنیا کا مشغلہ زیادہ ہوتا ہے۔ نماز میں ایسی حرکت نہ کرو جس سے معلوم ہو جائے کہ نماز نہیں پڑھتے۔ ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۴- اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ○

(پ ۶- ع ۱۲- سورہ مائدہ - آیت ۵۵)

ترجمہ: تمہارا رفیق تو وہی اللہ اور اس کا رسول ہے۔ اور جو ایمان والے ہیں جو کہ نماز پر قائم ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور عاجزی کرنے والے ہیں۔

یعنی مسلمانوں کا اصلی رفیق خدا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مخلص مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

۵- وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ط اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ○ (پ ۹ ع ۱۱- سورہ اعراف آیت ۱۷۰)

ترجمہ: اور جو لوگ کتاب کو خوب پکڑ رہے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں بیشک ہم نیکی والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے۔

یعنی جو قرآن کریم کا دامن مضبوط پکڑے رہیں اور خدا کی بندگی (نماز) کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کریں، غرض اپنی اور دوسروں کی اصلاح پر متوجہ ہوں، خدا ان کی محنت ضائع نہیں کرے گا۔

۶- فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ ط

(پ ۱۰- ع ۸- سورہ توبہ آیت ۱۱)

ترجمہ: سو اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو وہ حکم شریعت میں تمہارے بھائی ہیں۔

۷- اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

(پ ۱۶- ع ۱۰- سورہ طٰہٰ - آیت ۱۴)

ترجمہ: اور نماز میری یادگاری کے لئے قائم رکھ۔

۸- وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط

(پ ۲۱- ع ۱- سورہ عنکبوت آیت ۴۵)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھ۔ بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔

یعنی نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نماز کی ہر ایک ہیئت اور اس کا ہر ذکر مقتضی ہے کہ جو انسان ابھی ابھی بارگاہِ الٰہی میں اپنی بندگی و فرمانبرداری خضوع و تذلل اور حق تعالیٰ کی ربوبیت اور حکومت و شہنشاہی کا اظہار و اقرار کر کے آیا ہے مسجد سے باہر آ کر بھی بدعہدی اور شرارت نہ کرے۔ نماز بزبان حال مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی، شرارت اور سرکشی سے باز آ۔ اب کوئی باز آئے نہ آئے مگر نماز بلاشبہ اسے روکتی اور منع کرتی ہے۔

۹- قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ○

(پ ۱۸- ع ۱- سورہ مومنون آیت ۱-۲)

ترجمہ: تحقیق کامیاب ہو گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں۔

جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہو گا تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھریں گے ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے۔ پھر ہیبت و خوف اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے۔ مثلاً بازو اور سر جھکانا، نگاہ پست رکھنا، ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا، اِدھر اُدھر نہ تاکنا، کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانا اور اسی قسم کے بہت سے افعال و احوال لوازم خشوع میں سے ہیں۔

۱۰- فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ○ پ ۳۰ ع ۳۲

ترجمہ: پھر ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

یعنی نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے اور مقصود اس سے کیا ہے؟ اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے یہ۔ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی۔ وقت بے وقت کھڑے ہو گئے باتوں میں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا۔ پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگا لیں۔ کچھ خبر نہیں کس کے روبرو کھڑے ہیں اور احکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں۔ کیا خدا صرف ہمارے اٹھنے، بیٹھنے، جھک جانے اور سیدھے کھڑے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا کہ ان میں کہاں تک اخلاص و خشوع کا رنگ موجود ہے۔ یاد رکھو یہ سب صورتیں "ساہون" میں درجہ بدرجہ داخل ہیں۔

۱۱- اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ

(پ ۵- ع ۱۸- سورہ نساء آیت ۱۴۲)

ترجمہ: البتہ منافق اللہ سے دغابازی کرتے ہیں۔ اور وہی ان کو دغا دے گا۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی

سے کھڑے ہوں لوگوں کے دکھانے کو۔

نماز جو نہایت ضروری اور خالص عبادت ہے اور اس کے ادا کرنے میں جانی مالی کسی نقصان کا بھی اندیشہ نہیں منافق لوگ اس سے جان چراتے ہیں، مجبوری لوگوں کے دکھانے کو اور دھوکہ دینے کو پڑھ لیتے ہیں کہ ان کے کفر کی کسی کو اطلاع نہ ہو اور مسلمان سمجھے جائیں۔ پھر ایسوں سے اور کسی بات کی کیا توقع ہو سکتی ہے اور وہ کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں؟

۱۲- مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (پ ۲۱ ع ۷- سورہ روم آیت ۳۱)

ترجمہ: سب اس کی طرف رجوع ہو کر اور اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور شریک کرنے والوں میں مت ہو۔

یعنی اصل دین پکڑے رہو اُس کی طرف رجوع ہو کر، اگر محض دنیوی مصلحت کے لئے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوگا۔ دینِ فطرت کے اصول یہ ہیں (۱) خدا سے ڈرتے رہنا (۲) نماز قائم رکھنا (۳) شرکِ جلی و خفی سے بیزاری (۴) مشرکین سے علیحدگی (۵) اپنے دین میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

۱۳- رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝

(پ ۱۳- ع ۱۸- سورہ ابراہیم آیت ۴۰)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھ کو ایسا بنا دے کہ میں نماز قائم رکھوں اور اے رب میرے! میری اولاد میں بھی ایسا ہی کر، اور میری دعا قبول فرما۔

یعنی میری ذرّیت میں ایسے لوگ ہوتے رہیں جو نمازوں کو ٹھیک طور پر قائم رکھیں۔ میری سب دعائیں قبول فرمایئے۔

۱۴- وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ ۚ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝ (پ ۱۷ ع ۵ س انبیاء آیت ۷۳)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو (اسحٰقؑ و لوطؑ و یعقوبؑ) پیشوا کیا وہ ہمارے حکم سے راہ بتلاتے تھے اور ہم نے ان کو نیکیوں کا کرنا کہلا بھیجا۔ نماز کا قائم رکھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور وہ ہماری بندگی میں لگے ہوئے تھے۔

یعنی ابراہیمؑ، لوطؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ علیہم السلام اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں ہیں۔ کیونکہ سب نبی ہوئے اور انبیاء سے بڑھ کر نیکی کس انسان میں ہو سکتی ہے؟ وہ ایسے کامل تھے کہ دوسروں کی بھی تکمیل کرتے تھے۔ ان کی طرف وحی بھیجی جس میں ان امور کی تاکید تھی یہ ان کا کمال عملی ہوا۔ وہ شب و روز ہماری بندگی میں لگے رہتے تھے کسی دوسری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

۱۵- اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ (پ ۲۹ ع ۷- س معارج- آیت ۲۳)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنی نماز پر مداومت کرتے ہیں۔

یعنی گنڈے دار نہیں بلکہ التزام سے نماز پڑھتے ہیں اور نماز کی حالت میں نہایت سکون کے ساتھ برابر اپنی نماز ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ ۝ (پ ۲۹ ع ۷ سورہ معارج آیت ۳۴-۳۵)

ترجمہ: اور جو اپنی نماز سے خبردار ہیں وہی لوگ عزت سے باغوں میں ہیں۔

یعنی نمازوں کے اوقات اور شروط و آداب کی خبر رکھتے ہیں اور اس کی صورت و حقیقت کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔

جنتیوں کی آٹھ صفتیں بیان ہوئیں۔ جن کو نماز سے شروع اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ نماز اللہ کے ہاں کس قدر مہتم بالشان عبادت ہے۔ جس میں یہ صفات ہوں گی وہ کچے دل کا نہ ہوگا بلکہ عزم و ہمت والا ہوگا۔

(باقی آئندہ)

بارہ موتی

(ملفوظات مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ)

۱- اے فرزندِ آدم! روزی کا غم نہ کھا جب تک کہ میرا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ یاد رکھ کہ میرا خزانہ کبھی بھی خالی نہ ہوگا۔

۲- اے فرزندِ آدم! سوائے میرے کسی سے محبت مت کر۔ اور کسی سے مت مانگ۔ جب تک کہ تو مجھے پائے اور تو مجھے (جب چاہے گا) ہمیشہ موجود پائے گا۔

۳- اے فرزندِ آدم! میں نے سب چیزیں تیرے لئے بنائی ہیں اور تجھ کو اپنے لئے۔ پس تو اپنے آپ کو دوسروں کے دروازے پر ذلیل مت کر۔

۴- اے فرزندِ آدم! جس طرح میں تجھ سے کل کا عمل نہیں مانگتا۔ اسی طرح تو بھی مجھ سے کل کی روزی مت مانگ۔ توکل پر عمل پیرا ہو سب کچھ تجھے مل جائیگا۔

۵- اے فرزندِ آدم! جس طرح میں سات آسمان، عرش، کرسی اور سات زمینوں کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا اسی طرح تجھے پیدا کرنے اور روزی عطا کرنے پر عاجز نہیں ہوں گا۔ بے شک تجھے روزی پہنچاؤنگا۔

۶- اے فرزندِ آدم! جس طرح میں تیری روزی نہیں چھینتا اسی طرح تو بھی میری عبادت نہ چھوڑ اور میرے حکم کے خلاف مت کر۔

۷- اے فرزندِ آدم! جس طرح میں نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے اسی پر راضی رہ۔ اور نفس امّارہ کی خواہشوں کو دل میں مت لا۔

۸- اے فرزندِ آدم! میں تیرا دوست ہوں اور تو بھی میرا دوست بنا رہ۔ اور میری محبت اور عشق سے کبھی خالی نہ ہو۔

۹- اے فرزندِ آدم! میرے غصّے سے بے خوف مت ہو، جب تک کہ تو پل صراط سے گذر کر جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

۱۰- اے ابنِ آدم! ظالم بادشاہ اور امیر کبیر سے مت ڈر۔ جب تک کہ میری سلطنت قائم ہے اور میری سلطنت ہمیشہ کے لئے ہے اُسے کوئی زوال نہیں۔

۱۱- اے ابنِ آدم! تو مجھ پر اپنے اپنے نفس کی مصلحت کے باعث غصّے ہوتا ہے۔ لیکن اپنے نفس پر میری رضامندی کے لئے غصّے نہیں ہوتا۔ (۴)

(۵) اے فرزندِ آدم! اگر تو میری تقسیمِ رزق پر راضی ہو جائے تو تو اپنے آپ کو میرے عذاب سے چھڑا لے گا۔ اور اگر تو اس پر راضی نہیں تو تو اپنے آپ کو خواہ جانوروں کی طرح جنگل میں دوڑائے۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر اسی قدر رزق جو میں نے روزِ ازل سے ہی تیرے مقسوم میں لکھ دیا ہوا ہے۔

مرسلہ:-
احسان قریشی صابری ایم اے
سیالکوٹ

سورۃ الانعام : پارہ ۷ : رکوع نمبر ۱

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۵ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ط وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۵ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ط يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۵ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۵ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ط فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۵ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۵ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۵ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ط وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۵ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۵ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۵ ع
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۵

میرے بھائیو! اور میرے دوستو! اللہ تعالےٰ نے محض اپنے لطف اور کرم سے آج پھر ہم کو اپنی کتاب سننے اور سنانے کے لیے اکٹھا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ میرے آپ کے اور دوسرے بھائیوں کے آنے جانے کو قبول فرمائے۔ اور اس پاکیزہ مجلس کی جو روحانی برکات ہیں وہ بھی اللہ تعالےٰ ہمیں نصیب فرمائے۔ معمول کے مطابق آج سورۃ الانعام شروع ہوتی ہے۔ پوری سورۃ پر درس دینے کے لیے تو کافی وقت چاہیئے۔ مہینے میں ایک درس ہو۔ تو پھر ساری سورۃ کے لیے کافی وقت درکار ہے۔ یہ بھی ان بھائیوں کی ہمت، برکت اور ان کا اخلاص ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس درس کو آج تک استقلال بخشا، آیندہ بھی اللہ تعالےٰ اس کو دوام نصیب فرمائے اور ان کے ارادوں میں اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔ ورنہ کہاں یہ پارکیں اور کہاں قرآن مجید کا یہ ذکر اور شغل، اللہ تعالےٰ کے کلام کی تلاوت، درحقیقت یہ انکا اخلاص ہے اور اس نیک بخت مرد حق کی محفل کا اثر ہے۔ جس نے ان کو اپنے نور سے منور کیا۔ ان کے دلوں میں ایمان کی شمع منور کی۔ کہ آج یہ نوجوان قرآن مجید کے سننے اور سنانے کا اہتمام کر رہے ہیں اور یہاں سے بھی اللہ تعالےٰ کے کلام کا آوازہ بلند ہو رہا ہے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سورۃ المائدہ کا پہلا رکوع ختم ہو چکا ہے آج سورۃ الانعام کا پہلا رکوع پڑھا گیا ہے یہ سورۃ الانعام مکیّہ ہے۔ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہیں تمہیدی طور پہ سورۃ فاتحہ کے درس میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ قرآن مجید کی سورتوں کی دو بڑی قسمیں ہیں ویسے تو علماء اسلام نے (اللہ ان کو جزائے خیر دے) قرآن مجید کی پوری حفاظت کی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ط علمائے تفسیر یہ بتا سکتے ہیں کہ کون سی سورت رات کو نازل ہوئی کونسی سورۃ دن کو نازل ہوئی، ہمارے ہاں قرآن مجید کی سورتوں اور آیتوں کی تقسیم ہے۔ لیلی سورتیں بھی ہیں جو رات کو نازل ہوئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نہاری سورتیں بھی ہیں جو دن کو نازل ہوئیں۔ شتائی بھی ہیں جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پہ گرمی کے موسم میں نازل ہوئیں۔ اور صیفی بھی ہیں جو سردی کے موسم میں نازل ہوئیں۔ اور ایسی سورتیں اور آیتیں بھی ہیں جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پہ مسجد میں نازل ہوئیں اور ایسی آیتیں بھی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی زوجہ محترمہ کے بستر پہ آرام فرما تھے۔ وہاں پہ قرآن کا حصہ نازل ہوا یہ سب ہمارے پاس محفوظ ہے۔ الحمد للہ مسلمان ہر آیت کا وقت نزول، شان نزول اور کیفیت نزول بتا سکتا ہے تو یہ موٹی موٹی قسمیں ہیں، مکی اور مدنی جو ہمارے سمجھانے کے لیے علمائے اسلام نے لکھیں۔

مکی سورتوں میں میرے بزرگو! زیادہ تر توحید کا بیان ہے، رسالت کا بیان ہے قیامت کا بیان ہے، اور قرآن مجید کی حقانیت کا بیان ہے۔ کیونکہ اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مخاطب تھے، تقریباً وہ سارے خدا کے منکر تھے یا مشرک اور بت پرست تھے ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالےٰ نے توحید کا مسئلہ سمجھایا اور توحید سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان نہ لایا جائے کیونکہ خدا تعالےٰ پہ ایمان تو ایمان بالغیب ہے تو جو ہمیں بتانے والی ذات ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو قبول کیا جائے۔ اور حضور صلی اللہ وسلم کی صداقت کو ماننے کے لیے قرآن مجید کو سمجھنا چاہیئے کیونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو معجز کلام ہے۔ اس کلام کو کوئی نہیں پیش کر سکتا سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے یا اس ذات کے جس پہ اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا، تو قرآن کی صداقت۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان اور رب العالمین پہ ایمان تبھی لایا جا سکتا ہے جب انسان کے دل میں خوف پیدا ہو، کہ ایک وقت آئے گا۔ جب میرے سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور وہاں پہ مجھے دنیا کی نیکیاں ہی کام آئیں گی۔ اس لیے قیامت پہ ایمان لانا ضروری ہے تو مکی سورتوں میں میرے دوستو! میرے بزرگو! جس طرح علمائے حق نے فرمایا ہے۔ چار مضمون زیادہ بیان ہوتے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) قیامت کا مسئلہ (۴) قرآن مجید کی صداقت، پہلے جو بڑی سورتیں گذر چکی ہیں، سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران۔ سورۃ النساء سورۃ المائدہ اگر آپ کے ذہن میں بات حاضر ہو تو وہ ساری کی ساری مدنی سورتیں تھیں؟

الانعام کا مطلب اور مفہوم کیا ہے

میرے دوستو! اور میرے بھائیو! انعام جمع ہیں نعم کی نعم کہتے ہیں چار پائے کو اس سورت میں اللہ تعالےٰ نے چار پایوں کو شرک کے لیے استعمال کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ اے انسانو! یہ چار پائے تو تمہارے دنیاوی ساز و سامان کا ایک ذریعہ ہیں۔ ان میں ہیں

نے تمہارے لیے فائدے پیدا کئے ان کو اپنا خادم سمجھو نہ کہ تم ان کو اپنا مخدوم سمجھو انسان بھی بڑی عجیب چیز ہے نیکی پر تلے تو فرشتوں کو بھی مات کر سکتا ہے اور اللہ بچائے اگر گمراہ ہو تو اللہ کی بری سے بری مخلوق سے بھی نیچے چلا جاتا ہے وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ ہم نے انسان کو بڑے عمدہ اور بہترین انداز میں پیدا کیا۔ اَحْسَن بہترین (اسم تفضیل کا صیغہ ہے، لیکن ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ پھر یہ گرا، تو گرا بھی سب سے نیچے جا کر۔ جب اس نے میری اطاعت کی۔ تو فرشتے بھی اس کی عزت کرنے لگے۔ حضرت عمران بن حصین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حصین باپ کا نام ہے۔ باپ بھی صحابی، عمران بھی صحابی آپ بیمار رہتے تھے۔ بواسیر کی آپ کو بیماری تھی، لیکن فرشتے آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ حضرت عمران کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عمران کو یہ شرف حاصل ہے کہ ملائکہ ان کو آکر سلام کرتے تھے، ہاتھ میں ہاتھ دیتے تھے۔ لوگوں کے سامنے بیٹھے تھے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا۔ کہ جب انسان اطاعت کرے اللہ تعالیٰ کی تو فرشتے بھی اس کا اکرام کرتے ہیں اور اس کا ادب بجا لاتے ہیں لیکن اللہ کا نافرمان بن جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوقات بھی اس سے پناہ مانگتی ہے۔ جس طرح باقی مخلوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کی خادم بنائی سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ چاند اور سورج کو ہمارے کام کے بنایا خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ ساری کائنات ارضی انسان کے فائدے کے لیے بنائی لیکن انسان نے جب شک اور وہم کی وادیوں میں قدم رکھا، نور سے ہٹا ظلمات میں پھنس گیا، تو کبھی گیدڑ کو مسجود بنایا کبھی کتے کو سجدہ کیا، کبھی شیر کو سجدہ کیا، کبھی سانپ کو سجدہ کیا، "تاریخ ملل قدیمہ" اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ یہ انسان بھی کیسے گزرے ہیں۔ مصر میں گیدڑ کی پوجا کی گئی، کسی زمانے میں گیدڑ کو معبود سمجھا گیا، (نعوذ باللہ من ذالک) اور سانپ کی پوجا تو ہر ہندو کرتے ہی ہیں۔ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ پانی کی پوجا کرتے ہیں۔ شمس و قمر کی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو آپ نے فرمایا اے لوگو! یہ ساری کائنات تمہارے لیے ہی ہے۔ رب العالمین کے سامنے سربسجود ہو، ان چیزوں سے فائدہ اٹھا تو امام الانبیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو عرب میں بھی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی۔ جانوروں کو بھی معبود سمجھا جاتا تھا۔ بعض ایسے علاقے ہیں۔ مثلاً یمن میں ایک قبیلہ تھا جس کا نام تھا۔ 'اسب دین' اسب کہتے ہیں گھوڑے کو اور دین کا معنیٰ دین یعنی گھوڑے کی عبادت کرتے تھے اور گھوڑے کو مافوق الفطرت سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں عوام میں آج بھی یہ بات چلی آتی ہے کہ گھوڑے کو فرشتے کی طاقت دی گئی اور طاقت میں میرا خیال ہے کہ گھوڑے کا ہی اعتبار ہے۔ میرے بھائی اچھی طرح سمجھتے ہی ہوں گے۔ میں تو نہیں جانتا۔ کہتے ہیں فلاں چیز کتنے ہارس پاور ہے جی؟ (کتنے گھوڑے کی طاقت ہے) حالانکہ طاقت تو ہاتھی میں بھی ہوتی ہے۔ طاقت اور مخلوق میں بھی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں طاقت اور قوت کا جو معیار آج تک چلا آتا ہے۔ وہ گھوڑے ہی کی مناسبت سے ہے تو دور جہالت کے لوگوں نے ہو سکتا ہے۔ گھوڑے کو اس لیے معبود سمجھ لیا ہو کہ وہ بڑا طاقت ور ہے۔ تو جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو یمن کے ایک علاقے میں گھوڑے کی بھی عبادت ہوتی تھی۔ گھوڑے کو سجدہ کرتے تھے اور اس کا نام تھا۔ اسب دین قوم۔ اور اگر آپ کو خیال ہو تو میری اس بات کی تصدیق آپ یوں کر سکتے ہیں کہ آج بھی ہمارے بعض بھائی۔ مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی۔ اپنے دروازوں پر گھوڑے کا نعل لگا لیتے ہیں کہ گھوڑے کا نعل ہوگا تو میرے گھر میں برکت آئے گی۔ دولت آئے گی۔ پیسوں کا کہیں سے پتہ چلے بس جو کچھ کرنا پڑے انسان کر گزرتا ہے۔ حالانکہ برکتیں دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات، رحمتیں نازل کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات، کسی چیز میں کوئی اثر نہیں پیدا ہو سکتا جب تک رب العالمین نہ چاہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو مٹی میں بھی سونے کا اثر پیدا فرما سکتے ہیں۔ چاہیں تو سونے کو بھی مٹی کے بھاؤ لگا سکتے ہیں۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے۔ تو کچھ چارپایوں کی بھی عبادت کی جاتی تھی اور کچھ یہ بھی تھا کہ چارپایوں کو لوگ غیر اللہ کے نام پر دے دیا کرتے تھے، ان کے کانوں کو کتر دیتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ اس کو ہم نے فلاں بت کے لیے نامزد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں یہ مسئلہ سمجھایا۔ ارے بے وقوفو! چارپائے تو میں نے تمہارے فائدے کے لیے بنائے مجھے تو پوجتے نہیں ہو اور غیروں کے نام پر دیتے ہو۔ میری چیز، تم بھی میرے یہ بھی میرے، تم کہاں سے ٹھیکیدار بن گئے۔ تم کو پیدا کرنے والا میں، چارپایوں کو پیدا کرنے والا میں، تم بھی میرے یہ بھی میرے، اور ان کو تم میرے خلاف استعمال کر رہے ہو؟ یہ کہاں کی انسانیت ہے؟ تو اس لیے اس سورۃ کا نام ہے سورۃ الانعام۔ اور یہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

آگے چل کر قرآن مجید نے یہ بات سمجھائی کہ جس وقت انسان اندھیرے میں بیٹھتا ہے۔ تو انسان کو کچھ نہیں پتہ چلتا۔ اندھیرے میں ٹھوکریں ہی کھاتا ہے۔ لیکن جب روشنی ہو، ساتھ بیٹری ہو یا لیمپ ہو، تو راستہ نظر آتا ہے۔ انسان کو۔ اسی طرح بعض دفعہ اندھیرے میں ایک انسان اپنے اعتقاد کو مستحکم بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن بات کو نہیں سمجھ سکتا، شرک کا بھی اندھیرا ہے اور اس کے برعکس ایک روشنی ہے نور حق کی، نور ایمان کی، تو جو آدمی نور ایمان کی روشنی میں ہو۔ وہ ساری باتوں کو سمجھ لیتا ہے اور جو آدمی کفر اور شرک کے اندھیرے میں ہو۔ وہ کسی بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو اسی سورت الانعام میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکالمہ بیان فرمایا۔ اگر میرے دوستوں نے سورۃ بقرہ پڑھی ہو تو دیکھ لیجئے سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے رکوع ع۳۴ آیت ع۲۵۷ میں ارشاد فرمایا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اللہ دوست ہے، اللہ راہ نما ہے۔ اللہ مددگار ہے۔ ایمان والوں کا اور مددگاری کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ان کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے تو پھر اس آیت کے بالکل متصل میرے بزرگو! آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ آتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰھٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ

اللہ الملک ۳ اذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی و یمیت ۷ قال انا احی و امیت ط ابراہیم علیہ السلام کا جو مقابلہ ہوا نمرود کے ساتھ۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے اس واقعے کو نقل فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ میرا رب پیدا بھی کرتا ہے اور موت بھی دیتا ہے۔ نمرود اس بات کو نہ سمجھ سکا، وہ اندھیرے میں تھا۔ اس نے کہا "نہیں پیدا بھی میں کرتا ہوں مارتا بھی میں ہوں"۔ تو آگے چل کر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب۔ اچھا تو اتنا بڑا خدا ہے زندگی موت کا مالک ہے۔ تو میرا خدا ہمیشہ سے سورج کو مشرق کی طرف سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے چڑھا دے۔ چل تیری بھی خدائی کا پتہ چلے۔ فبھت الذی کفر ط وہ شکست کھا گیا۔ وہ اندھیرے میں تھا۔ مبھوت ہو کر رہ گیا۔

اسی طرح میرے دوستو! میرے بزرگو! اس سورۃ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں جعل الظلمت والنور ۵ کا خطاب فرمایا اور اس سے آگے چل کر ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی بیان فرمایا۔ تاکہ اس سے اس مسئلے کی تائید اور توثیق ظاہری طور پر بھی ہو سکے۔ اس سورہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ بیان فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے ساتھ مقابلہ کیا، مکالمہ کیا، ان کو توحید کی حقیقت سمجھائی اور فرمایا کہ یہ ستارے معبود نہیں ہو سکتے۔ تم ان میں جو نور سمجھتے ہو، یہ نور حقیقی نہیں ہے، یہ نور مجازی ہے۔ پھر ستارے جب ہٹ گئے اور چاند نکلا تو فرمایا کہ اس چاند میں جو نور ہے یہ بھی نور حقیقی نہیں ہے تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی سلب ہو جائے گا۔ اس لئے چاند بھی معبود نہیں ہے۔ قبیلہ حُمَیر چاند کی پرستش کرتے تھے۔ لیکن جب چاند چھپ گیا۔ اور اس کے بعد سورج نکلا۔ تو فرمایا۔ ھذا ربی ھذا اکبر ط کیا یہ بڑا ہونے کی وجہ سے ممکن ہے معبود ہو سکے؟ فلما افلت قال یقوم انی بریء مما تشرکون ۵ جب سورج بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے۔ اے میری قوم! نہ چاند معبود ہے، نہ سورج معبود، نہ ستارے معبود۔ ان کا نور تو ذاتی ہے ہی نہیں۔ ان کو نور بخشنے والی جو ذات ہے، وہ ۳

۴ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ نور السموات والارض ط حضرت گنگوہی فرماتے ہیں۔ اللہ منور السموات والارض ۔ یہ زمینوں کا نور، یہ آسمانوں کا نور، یہ چاند کا نور، یہ ستاروں کا نور، یہ ساری کائنات کو نور بخشنے والی کون ذات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو مسجود اور معبود بھی وہی ہونا چاہئے

تعارف و تبصرہ

مضطر گجراتی بی اے

نام کتاب - اربعین
مرتبہ - محمد ضیاء القاسمی
ناشر - مکتبہ قاسمیہ اے بلاک غلام محمد آباد کالونی لائل پور - ہدیہ پچاس پیسے

یہ کتاب مندرجہ ذیل آٹھ عنوانات پر چالیس منتخب احادیث کا مجموعہ ہے

۱- توحید باری تعالیٰ　۲- حرمت سجدۂ تعظیمی
۳- تردید علم غیب　۴- تردید مختار کل
۵- مذمت شرک　۶- مسئلہ بشریت النبی
۷- تردید حاضر وناظر　۸- تردید بدعات

یہ عنوانات توحید ہی کی ضمنی سرخیاں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مشن ہی توحید کا قیام اور ہر قسم کے شرک و کفر کا مکمل استیصال تھا۔ اس جہت میں جو بھی قدم اٹھایا جائے گا اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول ہوگا قاسمی صاحب کی یہ کوشش مبارک اور قابل تقلید ہے عوام و خواص کو احادیث رسول کا یہ مختصر مجموعہ ضرور دیکھنا چاہیے۔ اگر حفظ کر لیا جائے تو یقیناً فوائد کثیرہ حاصل ہوں گے۔

کتاب - ڈھول کی آواز
مؤلفہ - الحاج الحافظ کمال الدین رتو کالونی
ضخامت ۴۴ صفحات قیمت درج نہیں۔

کسی کی مخالفت میں اس کی تحریر و تقریر کو سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کرنا یا الفاظ کو بقدر ضرورت بدل دینا دیانت وانصاف کے انتہائی خلاف سمجھا گیا ہے۔ مگر اس فعل مذموم کا ارتکاب اکثر لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کرتے رہے ہیں اس پراپیگنڈے کے دور میں کسی کو زک دینے یا بدنام کرنے کے لئے اس ناپاک حربے سے بے دریغ کام لیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات دنیوی مقاصد و مفادات تک محدود رہتی۔ تو شاید اس کی مذمت میں کسی کو قلم اٹھانے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی لیکن جب دین کے معاملے میں التباس کیا جائے تو اس پر خاموش رہنا اخلاقی جرم سے کسی طرح کم نہیں۔ زیر نظر کتاب میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تحذیر الناس" جس کے اقتباسات لے کر بریلوی حضرات نے مشق تکفیر کی ہے کا معقول دفاع پیش کیا گیا ہے اور تلبیس کرنے والوں کی کوششوں کو طشت از بام کر کے ناکام بنا دیا ہے۔ کتاب مدلل اور عام فہم انداز میں لکھی گئی ہے۔ حق کے متلاشیوں کے لئے اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔

راولپنڈی میں قرآن و حدیث و دیگر علوم دینیہ کی درسگاہ

مدرسہ حنفیہ انوار العلوم رجسٹرڈ جامع مسجد قاضی نظام اللہ محلہ امام بارہ راولپنڈی جو الحاج مولانا سید چراغ الدین شاہ ہزاروی کے زیر سرپرستی چل رہا ہے اور جس میں ناظرہ وحفظ و تجوید تفسیر و حدیث و دیگر علوم دینیہ مفت طلبہ کو تعلیم دینے کا معقول انتظام ہے درجۂ قراءۃ و تجوید میں داخلہ لینے والے طلباء کرام کو مدرسہ کی طرف سے معقول وظیفہ ملے گا بشرطیکہ حافظ قرآن اور کم از کم پرائمری پاس ہو۔　مہتمم

واہ کینٹ کے درس قرآن کے متعلق

ضروری اعلانات

۱- متعدد قارئین کرام خطوط کے ذریعے استفسار فرما رہے ہیں کہ درس قرآن مجید کا دوسرا سالانہ مجموعہ از نومبر ۱۹۶۵ء تا اکتوبر ۱۹۶۶ء کب تک تیار ہوگا ہم فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہیں اس لئے بذریعہ خدام الدین سب حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کتاب طباعت کے آخری مراحل میں ہے اور انشاءاللہ عنقریب تیار ہو جائیگی قیمت اور ضخامت وغیرہ کا آئندہ شمارہ میں اعلان کر دیا جائے گا۔ خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر پوسٹ کارڈ لکھ کر اپنا نام رجسٹری کرالیں۔

محمد عثمان غنی بی اے ۱۰۰/۱۹E واہ کینٹ۔

۲- ماہانہ درس میں شرکت کے لئے بعض احباب دور دراز مقامات سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے تشریف لاتے ہیں مگر درس کے انعقاد کی صحیح جگہ سے ناواقفیت کی بنا پر وہ ایسے وقت پہنچتے ہیں جب کہ درس ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ واہ کینٹ کے بڑے تھانے کے بس اسٹاپ پر اترا کریں۔ وہاں سے بالکل قریب حاجی خوشی محمد صاحب اے ڈبلیو ایم کا بنگلہ ۱۵ جامن روڈ ہے جہاں پر درس منعقد ہوتا ہے۔ راقم الحروف کا مکان ۱۰۰/۱۹E بھی تھانہ واہ کینٹ کے قریب واقع ہے درس ہر ماہ کے آخری اتوار کو صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتا ہے۔ سال رواں کے درسوں کی تاریخیں نوٹ فرمالیں۔ ۲۶ فروری، ۲۶ مارچ، ۳۰ اپریل، ۲۸ مئی، ۲۵ جون، ۳۰ جولائی، ۲۷ اگست، ۲۴ ستمبر، ۲۹ اکتوبر (تیسری سالگرہ) ۲۶ نومبر اور ۳۱ دسمبر۔

محمد عثمان غنی بی اے منتظم درس قرآن۔ واہ کینٹ

فضلاءِ وفاق المدارس پاکستان توجہ فرمائیں

۱۔ مکتبہ احرار الاسلام (ملتان) دو سال سے جاری کردہ اپنی ایک مفید امدادی سکیم کے مطابق وفاق المدارس پاکستان کے سند یافتہ فضلاء کو اپنی چند درسی، غیر درسی، علمی، ادبی اور تحقیقی مطبوعات بلا قیمت مہیا کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سال کے لئے بھی تقسیمِ کتب کا سلسلہ شروع ہے — لہٰذا —

۲۔ گذشتہ تین سال میں جو نوجوان علماء وفاق کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہو چکے ہیں ان میں سے سرِ دست بیس حضرات اپنے انعامی نمبر، وفاق سے حاصل شدہ سندات کے نمبر، ولدیت سمیت اپنے مکمل نام اور مبلغ دو روپے محصول ڈاک پہلی فرصت میں ناظم مکتبہ احرار الاسلام ملتان کے نام ارسال کر دیں نیز اگر کوئی صاحب سید ہاشمی ہوں یا مستحقِ زکوٰۃ ہوں تو اس کی بھی تصریح فرما دیں۔

۳۔ مذکورہ معلومات اور محصولات بھیجنے والے ہر فارغ عالم کو ایسا ایک ایک سیٹ مفت مہیا کیا جائے گا۔ جو گیارہ گیارہ کتب و رسائل پر مشتمل۔ اور ہر ایک کی قیمت تقریباً اٹھائیس روپے ہے۔

۴۔ خواہشمند فضلاء جلدی متوجہ ہو کر یہ قابلِ قدر علمی ذخیرہ حاصل کریں ورنہ پھر سالِ نو کی تقسیم تک منتظر رہنا پڑے گا — والسلام

عنوانِ مراسلہ:۔ نبیرگانِ امیر شریعت سید ابو سفیان محمد معاویہ بخاری و سید ابو عثمان محمد مغیرہ بخاری — مکتبہ احرار الاسلام، کاشانہ معاویہ ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان شہر۔

ضروری اطلاع

حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ نے اطلاع دی ہے کہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں شوال سے طلباء کو باقاعدہ ابوداؤد شریف و نسائی شریف کا درس دے رہے ہیں اور فارغ اوقات میں افتاء کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔

ضرورت رشتہ

ایک سنی العقیدہ بی اے بی ٹی دوشیزہ کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ سلسلہ جنبانی کرنے والے حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ پابندِ صوم و صلوٰۃ برسرِ روزگار اور پڑھے لکھے ہوں۔

طارق معرفت ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

بعدالت جناب ملک خضر حیات خان صاحب پی سی ایس سول جج گوجرانوالہ

درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت جائداد

مقدمہ نمبر ۲ بابت سال ۱۹۶۷ء

عطاء الحق خان ولد احسان الحق خان قوم پٹھان سکنہ سول لائینز کلاں گلی نمبر ۱۲ شہر گوجرانوالہ (مدعی)

بنام

مسماۃ نور جہاں خانم وغیرہ (مدعا علیہ)

(بنام) عوام الناس (” ”)

ہرگاہ درخواست عنوان بالا مدعی نے برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت جائداد متوفی عدالت ہذا میں گذاری ہے لہٰذا عوام الناس کو بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر خاص و عام میں سے کسی کو کوئی عذر نسبت جائداد متوفی ہو تو مورخہ ۲/۱۷ ۶۷ کو عدالت ہذا میں کالتاً یا اصالتاً حاضر کر پیش کریں بصورت دیگر کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔

آج بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۶۷ء بدستخط میرے اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

خرچہ نمبر ۱۹۷۳ / ۴۰۲۰۶۷ ۱۸/۳۰

بعدالت جناب ملک خضر حیات خانصاحب پی سی ایس سول جج گوجرانوالہ۔ ”باختیارات جج فیملی کورٹ“

دعوٰی تنسیخ نکاح

مقدمہ نمبر ۵ بابت سال ۱۹۶۷ء

تاریخ پیشی ۱۵۰۳۰۶۷

مسماۃ فتح بی بی دختر احمد زوجہ داری قوم ماچھی سکنہ بازار بھابڑیاں والہ شہر گوجرانوالہ (مدعیہ)

بنام

داری (مدعا علیہ)

بنام: داری ولد رحمان قوم ماچھی سکنہ لاکھا کدر تحصیل پھالیہ ضلع گجرات (مدعا علیہ)

ہرگاہ مقدمہ عنوان بالا حسب منشا مدعیہ دفعہ ۹ ضمن ۲ فیملی کورٹ ایکٹ ۱۹۶۴ء مدعا علیہ مذکور کو بذریعہ اشتہار اخبار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کے خلاف مسماۃ فتح بی بی مدعیہ نے ایک دعوٰی بابت تنسیخ نکاح عدالت ہذا میں مورخہ ۱/۶۷ ۱۱ کو دائر کیا ہے۔ لہٰذا آپ بعد وصولی نوٹس یہ اشتہار اخبار ہذا اپنا جواب دعوٰی وغیرہ اندر پندرہ یوم عدالت ہذا میں داخل کریں بصورت دیگر کاروائی آپ کی نسبت حسب ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۴ فروری ۱۹۶۷ء بدستخط میرے اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔ خرچہ نمبر ۱۹۲۷ / ۱۰۲۰۶۷ ۱۸/۳۰

خوشخبری

مدرسہ جامعہ اسلامیہ مسلم آباد شالامار ٹاؤن میں داخلے شروع ہیں۔ مدرسہ ہذا میں قرآن کریم حفظ و ناظرہ با تجوید، تفسیر و حدیث، فقہ، صرف و نحو اور دیگر علوم اسلامیہ کا بہترین انتظام کیا گیا ہے اور قابل تجربہ کار اور محنتی استاذوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ محدود تعداد کے داخلہ کی گنجائش ہے۔ بیرونی طلباء کے لئے قیام و طعام اور دیگر ضروری اخراجات کا مدرسہ ہی کفیل ہوگا —

محمد سیف اللہ اکرم ناظم اعلیٰ مدرسہ جامعہ اسلامیہ مسلم آباد باغبانپورہ لاہور

بچوں کا صفحہ

ایک سبق آموز کہانی

ابوالریاض بہاولپور

لکھا ہے کہ ایک دن جنگل کے بادشاہ نے تین جانور شکار کئے اور بھیڑیئے اور لومڑی کو بلا کر پوچھا کہ اس شکار کو کس طرح کھایا جائے۔ پہلے بھیڑیئے کی باری تھی۔ وہ بولا کہ جناب! ایک جانور آپ کھا لیں، ایک مجھے دے دیں اور تیسرا لومڑی کو دے دیا جائے۔ جنگل کے بادشاہ کو اس تقسیم پر بڑا غصہ آیا کہ شکار مارنے والا ہیں اور یہ حصہ دار کہاں سے آ گیا۔ چنانچہ ایک ہی پنجہ مار کر بھیڑیئے کا کچومر نکال دیا۔ پھر لومڑی سے پوچھا تو وہ بولی کہ حضور! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ ایک جانور آپ ابھی کھا لیں، ایک رات کو کھا لینا اور تیسرا بھی کل کو آپ ہی کھا لیں۔ اس جواب پر شیر بڑا خوش ہوا اور پوچھا کہ اے لومڑی! اتنی عقل تجھے کہاں سے آ گئی لومڑی نے جواب دیا کہ وہ سامنے بھیڑیئے کی ہڈیاں بتا رہی ہیں۔

پیارے بچو! روزمرہ کے ایسے واقعات اپنے اندر بڑے سبق رکھتے ہیں۔ ہمیں ایسے واقعات سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ مثلاً کتاب میں لکھا ہے کہ آگ سے بچو۔ یہ کپڑے جلا دیتی ہے اس پر یقین کرنا چاہئے۔ پھر اگر واقعی کوئی کسی کے کپڑے جلتا دیکھ لے تو عبرت پکڑنی چاہئے کہ آگ کے پاس نہیں بیٹھنا۔ لیکن اگر پھر بھی کوئی باز نہیں آئے گا تو آگ ضرور اس کے کپڑے جلا دے گی۔ ؏

اگر آگ کے پاس بیٹھو گے جا کر
تو اٹھو گے اک روز کپڑے جلا کر

یا خدانخواستہ خود ہی آگ کی لپیٹ میں آ گئے تو پھر نصیحت اور توبہ کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ جب موت سامنے آ جائے تو لاکھ توبہ کریں ہرگز قبول نہیں۔ البتہ موت سے پہلے ہزار بار بھی غلطی ہو جائے تو ذرا سی پشیمانی سے خدا اپنی رحمت سے بخش دیتے ہیں۔ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔ مسلمان ہمیشہ پُرامید رہتا ہے۔

قرآن کی زبان میں ایسی مثال کو علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کہا ہے۔ یعنی علم سے یقین کرو، پھر آنکھوں دیکھے حال سے نصیحت پکڑو۔ آخرکار جب حق وارد ہو ہی جائے یعنی موت طاری ہو جائے تو یقین کرنے کا کیا فائدہ۔ موت سے پہلے موت پر یقین کرو۔ اور جب یقین ایسا ہو جائے تو قبر و حشر سے بچنے کے لئے توبہ کرو۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ بیڑا پار ہے۔ قرآن آسمانی کتاب ہے اور خدا کی کلام ہے۔ قرآن میں بھی پہلی امتوں کے حالات درج ہیں کہ جن قوموں نے نبیوں کا کہا نہ مانا۔ مثلاً قوم نوح علیہ السلام، قوم لوط، قوم ہود وغیرہ۔ ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ کوئی سیلاب کی نذر نذر ہوئے۔ کوئی بحیرہ قلزم میں ڈوب گئے۔ کئی آندھی اور طوفانوں سے مارے گئے، کوئی زلزلے میں دفن کر دئے گئے۔ کسی پر پتھر برسائے گئے اور کسی کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ بس جنازہ دیکھ کر اپنی موت کا فکر کرنا چاہئے۔ اور اپنے جنازے کے لئے توبہ کر لینی چاہئے۔ اور عقلمند وہ ہے جو واقعات سے عبرت پکڑے اور نصیحت حاصل کرے اور بُرے کاموں سے باز آ جائے وہ بیوقوف ہے جو آج کل پر ٹالتا ہے، اور بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے، موت بچپن اور جوانی نہیں دیکھتی پتہ نہیں کس وقت بلاوا آ جائے اور پتا کاٹا جائے۔

پس پیارے بچو! موت سے پہلے موت کی فکر کرنی چاہئے اور عذاب سے پہلے توبہ کرنی چاہئے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ہم سب کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین!

بزرگوں کے کارنامے

حضرت جنید بغدادیؒ ایک رات اپنے گھر میں عبادت میں مصروف تھے کہ ایک چور وہاں آ گیا اور گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کوئی چیز ہاتھ نہ آئی مایوس ہو کر لوٹنے لگا تو حضرت نے آواز دے کر بلایا اور اس کا نام اور پورا پتہ پوچھ کر رخصت کر دیا۔ صبح کو ایک امیر نے حضرت کی خدمت میں ایک سو دینار روانہ کئے۔ آپ نے یہ سو دینار چور کو بھیج دئے۔ اور ساتھ ہی معذرت کی کہ آپ رات کو میرے گھر سے مایوس لوٹ گئے تھے۔ لہٰذا یہ حقیر سا ہدیہ وصول فرمائیے۔ چور یہ دیکھ کر فوراً تائب ہو گیا اور آئندہ کے لئے اس فعل سے احتراز کیا۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ حضرت جنید بغدادیؒ کے ہم عصر تھے ایک مرتبہ تمام بغداد میں مشہور ہو گیا کہ آپ بدعتی ہیں۔ خلیفہ وقت نے قاضی کو حکم دیا کہ آپ کے عقائد کا امتحان لے۔ قاضی نے دربار میں بلا کر آپ سے پوچھا۔ اگر کسی شخص کے پاس بیس روپے ہوں۔ تو وہ کتنی زکوٰۃ دے۔ آپ نے جواب دیا۔ ساڑھے بیس روپے۔ قاضی نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے جواباً کہا — حضرت ابوبکر صدیق کی سنت یہی ہے کہ گھر میں اللہ کے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑ جائے۔ قاضی نے ساڑھے بیس روپے کی وضاحت چاہی تو آپ نے جواب دیا۔ کہ آٹھ آنے جرمانہ ہے کہ بیس روپے کیوں جمع رکھے گئے

خلیفہ مکتفی باللہ نے حضرت جنیدؒ کو دربار میں بلا کر نہایت عزت و تکریم کی اور پھر پوچھا کہ اپنی کوئی خواہش بیان فرمائیے کہ میں پوری کر سکوں۔ آپ نے کہا صرف یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے بھول جائیں۔ اور پھر کبھی یاد نہ کریں۔

حضرت جنیدؒ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ دل کب خوش ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا جب اللہ دل میں بس جائے

علی بہادر، ادیب کلاس

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۶/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۶ء

حضرت ام المومنین حفصہ رضؓ

حضرت
مضطر گجراتی

السلام اے دخترِ فاروقِ اعظمؓ السلام
السلام اے وارثِ خلقِ مکرم! السلام

تو نے کی مکہ سے ہجرت دینِ حق کی راہ میں
آ گئی پھر رحمتِ عالمؐ کی جلوہ گاہ میں

حق تعالےٰ نے ترا اعزاز کامل کر دیا
اُمہات المومنین میں تجھ کو شامل کر دیا

اہلِ بیتِ مصطفےؐ کی رکن سرکردہ ہے تُو
کیوں نہ ہو، آغوشِ فاروقی کی پروردہ ہے تُو

حق نے بخشا تھا تجھے بیدار دل، روشن دماغ
عالمِ نسواں میں تیری ذات ہے مثلِ چراغ

تُو سراپا خیر و خوبی تھی، صداقت کیش تھی
خیر خواہِ ملتِ بیضا تھی، خیر اندیش تھی

اختلاف و تفرقہ سے سخت نفرت تھی تجھے
جان و دل سے بھی سوا محبوب سنت تھی تجھے

جوہرِ حلم و حیا سامانِ زینت تھا ترا
مثلِ دامانِ سحر، دامانِ سیرت تھا ترا

تیرے کاشانے سے الہامی ضیائیں لی گئیں
تجھ سے متعدد حدیثیں بھی روایت کی گئیں

عمر بھر تُو پیکرِ صبر و رضا بن کر رہی
محرمِ قدسی رہی، ہمرازِ پیغمبرؐ رہی

کچھ صحابہ پر نہ تھا موقوف تیرا احترام
پاس کرتے تھے ترا خود حضرتِ خیر الانامؐ

تیرے مداحوں میں شامل ہیں جنابِ جبرئیلؑ
ہے یہی کافی تری توقیر و عظمت کی دلیل

تیری قسمت کا ستارہ اتنا روشن ہو گیا
تیرا حجرہ خود تجلی گاہِ ایمن ہو گیا

معترف تیرے شرف کی امتِ مرحوم ہے
تجھ سے جو رکھتا ہے بغض، ایمان سے محروم ہے

تُو ہے ام المومنین، فردوس ہے تیرا مقام
رحمتیں تیری لحد پر، تا ابد تجھ پر سلام

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔